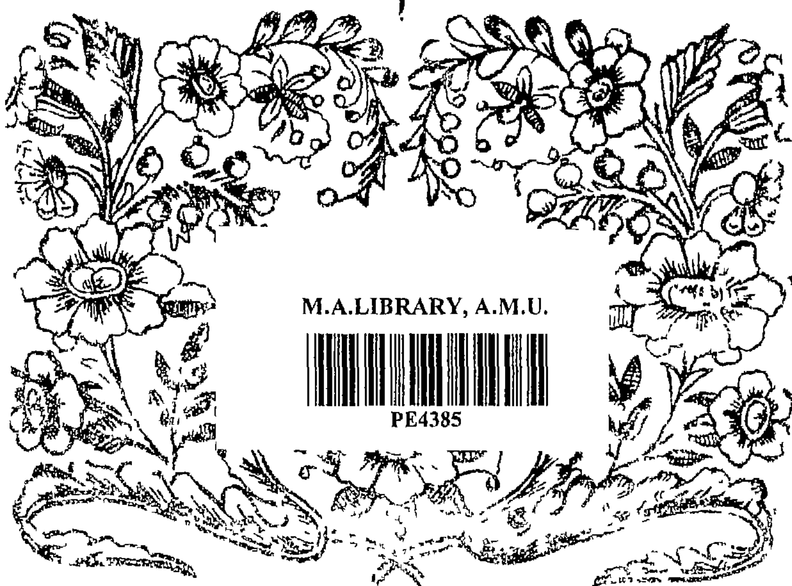


عوارف [illegible] عوارف المعارف آنکه بر انسان
خصوصاً فائض [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
حقیقت [illegible] گردانند [illegible]
[illegible] وجود [illegible]
نور شهود [illegible] وجود [illegible]
[illegible] کلمات حقائق [illegible]

عوارف معارف آلہیہ کا جو انسان پر خصوصاً نازل
اور تمام ممکنات پر عموماً فائز ہیں [illegible]
[illegible] صدق و خلوص کی [illegible]
[illegible] وقت کی [illegible] جسکے [illegible]
[illegible] وجود عالم [illegible]
[illegible] شہود [illegible]
[illegible] مشتمل جس نے کتاب [illegible]

کتاب [illegible]
[illegible]
القدس [illegible]
[illegible]

[illegible] کلمات حقائق [illegible]
[illegible]
[illegible] لطائف القدس غایت [illegible]
[illegible]

بنی آدم گردانید و خلعت خلافت بمؤدای اِنّی
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً بخشید و آخر از ذریات
او انبیاء و اولیاء را بمزید عنایت و کرامت مخصوص
کرد و در حجر رعایت و حمایت خود پرورد و سرآمد همه
که وی خاتم المرسلین و افضل النبیین را فرموده بر تخت
محبوبیت نشاند و تاج اجتبا بر سر نهاد و طریق تنفیذ
هدایت او بر جن و انس و ملک و ملکوت کشاد و علماء
امت او را بمصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
بخلافت دعوت نبوت بجای انبیا پس آنها نهاد
و دامن همت این پاکبازان را از تلوث اغراض
دنیه دنیویه پاک بیفشاند از ینجاست که دست همت
ایشان از نعمت کونین کوتاه است و پای طلب در
راه ایشانند سیاحان بیدای طریقت و سباحان
دریای حقیقت و از فرط رحمت بر هر حرکتی و سکنتی
از جوارح و جوانح ایشان نقیبی از نقبای حشمت خود
برگماشت و بطریق تزکیه و تصفیه نفوس و قلوب
ایشان را از ملابس صفات منسلخ فرمود و خلعت وجود
باقی بر بدن ایشان بدل آن راست نمود و صلوتی
که اثر آن در آجل و عاجل بماند سزاوار بارگاه سید است

ابو البشر کیا اور خلعت خلافت بمصداق اِنّی جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً بخشا اور آخر مین اون کی اولاد
سے انبیاء و اولیاء کو بزیادتی عنایت و کرامت مخصوص
اور اپنے آغوش رعایت و حمایت مین پرورش کیا
اور سب کا سردار خاتم المرسلین افضل النبیین کو فرما کر
تخت محبوبیت پر بٹھایا اور بزرگی کا تاج اون کے سر
پر رکھا اور اون کے طریقہ اجرای احکام ہدایت کو
جن و انس و ملائک و ملکوت پر کھولا اور اون کے علمای امت
کو بمصداق اسکے کہ میرے علماء امت انبیاء بنی اسرائیل کے
ایسے ہین انبیاء کا خلیفہ کیا اور ان پاکبازون کی دامن
ہمت کو دنیاوی اغراض مین آلودگی سے پاک رکھا
اسی لیے انہون نے کونین کی نعمتون سے ہاتھ اوٹھایا ہے
اور راہ طلب مین قدم رکھا ہے یہی لوگ میدان طریقت
کے طے کرنے والے اور دریاے حقیقت کے تیرنے والے
ہین اور بکمال رحمت ان کے تمام اعضاء کے حرکات و
سکنات پر اپنے نقبای حشمت سے ایک نقیب مقرر
کیا اور تزکیہ و تصفیہ سے انکے نفوس و قلوب کے حجابات صفات سے
جدا کیا اور بجاے اسکے وجود باقی کا خلعت انکو عطا کیا اور درود
ورود جسکا اثر جلد ہوا اور دیر تک رہے اوس ذات بابرکات کے لائق ہے

سلہ مین بنانے والا ہون زمین مین ایک نائب ۱۲

که تمامه انبیاء را پیشوائی بحق اوست و جملهٔ
اصفیا را رهنمای مطلق او صلی الله علیه و علی
آله الطاهرین و اصحابه الزاهرین
اما بعد بر قاصدان کعبهٔ حقیقت و سالکان مسالک
شریعت پوشیده نیست که کتاب عوارف المعارف
حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی در علم عالی
تصوف از متانت عبارت و رزانت اشارت
مشتهر است در عموم کالشمس بین النجوم که از غایت
احتیاج محتاج به تذکیر و تذکار نیست الحق که فتاوهٔ
تصوف است و لب لباب شرح تعرف دیباچهاش
از رقت لغات مشکل فهمیدن دشوار تا به فهمیدن
خاتمهاش چه رسد چون بندهٔ احقر مشهور به انور
ابن قدوة السالکین عمدة العارفین الوحید الفرید
الفقید النظیر خلف سلف الاثر مولانا شاه علی اکبر قلندر
مدظله العالی ابن الشیخ الاکبر آیة من آیات الله و
معجزة من معجزات رسول الله صاحب مقامات
کشف و عیان دانای احوال اعیان و اکوان
ذو السلسلة الازهر مولانا و جدنا شاه حیدر علی قلندر
نور الله ضریحه المنور و صیر مرقده کاظم الاثر و خوشه چین

جو تمام انبیاء و اصفیاء کی پیشوا و رہنما ہے خدا کا درود و سلام
آپ اور آپ کی اولاد پاک و اصحاب پاک پر
اسکے بعد قاصدین کعبہ حقیقت و سالکین مسالک شریعت
کو معلوم ہو کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی
کتاب عوارف المعارف علم تصوف مین اپنی خوبی
عبارت و عمدگی اشارت سے عام مین ایسی مشہور ہے
جیسے ستارون مین آفتاب اور یہ اپنی غایت اشتہار
کے کسی ذکر و تذکرہ کی محتاج نہین سچ تو یہ ہے کہ
تصوف کا فتاوے اور شرح تعرف کا خلاصہ ہے جب
اوس کا دیباچہ ہی مشکل لغتون کی وجہ سے سمجھنا
دشوار ہے تو خاتمہ تک سمجھنے کو کوئی کیا کہے —
بندۂ احقر مشہور بہ انور ابن قدوة السالکین و
عمدة العارفین وحید فرید فقید نظیر خلف سلف الاثر
مولانا شاہ علی اکبر قلندر مد ظلہ العالی ابن شیخ اکبر
آیت الٰہی و معجزہ رسالت پناہی صاحب مقامات
کشف و عیان دانائے احوال اعیان و اکوان
صاحب سلسلہ ازہر مولانا و جدنا شاہ
حیدر علی قلندر نور اللہ ضریحہ المنور و
صیر مرقدہ کاظم الاثر و خوشہ چین

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت
غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار توحید
حافظ اذکار تفرید مولانا و استاذنا شاہ تقی علی
قلندر عطر اللہ مضجعہ المعطر با معان نظر بمطالعہ این
کتاب برکت نصاب مشرف شد بعضی صدیق
رفیق خواستگار آن شدند کہ ترجمہ خطبہ آن بطور شرح
نوشتہ دہم لاجرم بپاس خاطر شان خامہ بدست
آوردم و بجلسات چند شرح آن حسب استعداد خود
نوشتہ دادم و چون این کتاب مستطاب بلحاظ کثرت
شروح خویش در صرف قلم بسیار از مشائخ آمد لہذا نام این
رسالہ تحفۃ الصوارف فی ترجمۃ خطبۃ العوارف
گردانیدم امید کہ مقبول اخوان باصفا گردد اکنون
شروع بمطلب مسکنم و می گویم قال الشیخ السہروردی

خرمن افاضت حضرت قدر قدرت محی الوقت
غوث السالکین غیاث العارفین کاشف اسرار
توحید حافظ اذکار تفرید مولانا و استاذنا شاہ
تقی علی قلندر عطر اللہ مضجعہ المعطر نے جب بغور اس
کتاب برکت نصاب کا مطالعہ کیا تو بعض دوستون
نے یہ خواہش کی کہ خطبہ کا ترجمہ بطور شرح مین
لکھدون لہذا اون کی خاطر سے مین نے قلم اوٹھا کر
اوس کی شرح حسب استعداد خود چند جلسون مین
لکھ ڈالی اور چونکہ یہ کتاب بلحاظ کثرت شروح
بہت سے مشائخ کے صرف قلم مین آئی اسلیے مین نے
اس رسالہ کا نام تحفۃ الصوارف فی ترجمۃ خطبۃ العوارف
رکھا امید کہ مقبول اخوان باصفا ہو اب مین مطلب شروع
کرتا ہون اور کہتا ہون کہ حضرت شیخ سہروردی فرماتے ہین

قولہ الحمد للہ العظیم شانہ

جمیع محامد خواہ حمد خالق باشد خود بر ذات خود یا
مخلوق راجع است بسوے خداے کہ بزرگ است
شان او۔ باید دانست کہ ارباب صناعت لام
مطلق را دو قسم ساختہ اند یکی اسمی دیگرے حرفی۔
اسمی آنکہ داخل شود بر مشتقات کالمصدر والصفۃ المشبہۃ

تمام تعریفین خواہ خدا خود اپنی تعریف کرے یا مخلوق
وہ سب اوسی ذات کی طرف راجع ہین جس کی بڑی
شان ہے۔ جاننا چاہیے کہ ارباب صناعت
نے لام مطلق کی دو قسمین کی ہین ایک اسمی دوسرا
حرفی اسمی وہ جو مشتقات مثلاً مصدر و صفت مشبہہ

وفعل التفضیل و اسم الفاعل و المفعول که دال است بر ذات شی سوم حرفی آنکه برائے تعریف و تعیین مدخول خود موضوع ست و آن بر چہار صنف است اول لام عہد خارجی که بدان اشارہ کردہ میشود بسوے فردے و حصہ از افراد و حصص آن حقیقت که آن فرد معتبر نزد مخاطب بود نحو الیس الذکر کالانثی ای لیس الذکر الذی طلبت امرأۃ عمران کالانثی التی وھبت لھا دوم لام جنس که اشارہ کردہ شود بآن سوی جنس و طبیعت کقولک الرجل خیر من المرأۃ یعنی حقیقۃ الرجل خیر من حقیقۃ المرأۃ سوم لام استغراق که اشارہ کند بسوے حقیقتے بشرط تحقق و شمول آن در ضمن جمیع افراد نحو ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت چہارم لام عہد ذہنی که اشارہ کند بسوے حصہ از حصص حقیقتی که معہود و معتبر میان متکلم و مخاطب نبود بلکہ بطریق احتمال در میان افراد باشد پس مدخولش در حکم نکرہ باشد نحو اخاف ان یاکلہ الذئب پس لام این جا یا برائے جنس است و این ظاہر است یا برائے عہد خارجی

دا فعل التفضیل و اسم فاعل و اسم مفعول پر داخل ہو کہ ذات شے پر دلالت کرتا ہے اور حرفی وہ جو اپنے مدخول کی تعریف و تعیین کے لیے بنایا گیا ہے اور اسکی چار قسمین ہین اول لام عہد خارجی جس سے اوس حقیقت کے افراد و حصص مین سے اُس فرد و حصہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جو مخاطب کے نزدیک معتبر ہے جیسے الیس الذکر کالانثی یعنی وہ مرد جس کو عمران کی بی بی نے مانگا اوس عورت کی طرح نہین ہے جو او سے بخشی گئی دوسرا لام جنس جس سے جنس و طبیعت کی طرف اشارہ کیا جاسے جیسے یہ قول کہ الرجل خیر من المرأۃ یعنی مرد کی حقیقت عورت کی حقیقت سے اچھی ہے تیسرا لام استغراق جو کسی حقیقت کی طرف بشرط اوسکے ثبوت و شمول کے بضمن کل افراد کے اشارہ کرے جیسے ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات چوتھا لام عہد ذہنی جو اشارہ کرے کسی حقیقت کے حصون مین سے ایسے حصہ کی طرف جو متکلم و مخاطب مین معہود و معتبر نہو بلکہ افراد مین بطریق احتمال دائر ہو تو اوس کا مدخول نکرہ کے حکم مین ہوگا جیسے اخاف ان یاکلہ الذئب تو یہان پر لام یا جنسی ہے جو ظاہر ہے یا عہد خارجی ہے

سلہ یا مرد کی عورت سے اچھی ہین ۱۲ سکہ بیشک انسان گھاٹے مین ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ۱۲ سکہ ڈرتا ہون کہ کھا جاوے اوس کو بھیڑیا ۱۲

مشیر لقوله علیه السلام الحمد لله افضعاف
ما حمده جمیع خلقه کما یحبه و یرضاه و این
جا معنی استغراقی مراد گرفتن و باراده استغراق تمام
جنس که طبیعة کلیه افراد خود است داخل شمردن
مناسب لائق می نماید چه که درین صورت حاصل
معنی فقره چنان خواهد بود که جمیع محامد بجمیع مراتب
از ملک و ملکوت همه عائد باوست زیرا که چون بازگشت
ذوات همه بسوی اوست رجوع صفات و احوال
وغیره من حیث انها عرضیات الذات
بطریق اولی جانب او خواهد بود و این است معنی
[1] الله خالق کل شیء والیه ترجعون
ما جمیع اشیاء او حمد است در هر آن که آمده است در
همه شان و حمد در لغت بمعنی ستودن است و حاصل
مصدرش ستایش و آن چار چیز می خواهد حامد و
محمود و محمود علیه و به این جا همه موجود اند که بنده
حامد است و خدا المحمود و محمود علیه نعمات شامله و
آلات کامله و محمود به همین عبارت خطبه است
تفصیل این حمد از اهل لغت به عبارات مختلفه آمده
نزد بعضی ثنائی که بر فعل جمیل کسی باشد و نزد

مثل آنحضرت صلعم کے اس ارشاد کے کہ الحمد للہ اضعاف [5]
ما حمده جمیع خلقه کما یحبه و یرضاه اور یہان استغراقی معنے
مراد لینا اور باراده استغراق تمام جنس کو جو اپنے افراد کی
طبیعت کلیہ ہے داخل سمجھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ
اس صورت مین فقرہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تمام محامد کل
مراتب ملک و ملکوت سے اوسی کی طرف عائد ہین کیونکہ
جب تمام ذاتون کا مرجع وہی ہے تو صفات و احوال
وغیرہ کا بحیثیت اونکی عرضیات ذات ہونے کے بھی
مرجع بطریق اولی وہی ہوگا اور یہی [1] [illegible]
الیہ ترجعون کے معنے ہین [illegible] لہذا اوسی کے لیے ہر وقت
حمد ہے جو تمام [illegible] زبانون حاکم ہے اور حمد کے لغوی
معنے تعریف [illegible] کرنے کے ہین حمد کا حاصل مصدر ستائش
ہے جو چار چیزین چاہتا ہے حامد و محمود و محمود علیہ
و محمود بہ اور یہان سب موجود ہین کہ بندہ حامد ہے
اور خدا المحمود اور نعمات شاملہ و صفات کاملہ
محمود علیہ اور عبارت خطبہ محمود بہ اور اہل لغت
نے اس حمد کی تفصیل مختلف عبارتون سے
کی ہے بعض کے نزدیک وہ تعریف جو کسی کے
اچھے فعل پر کی جاوے اور بعض کے نزدیک

[5] حمد اللہ کی [illegible] دو چیزین اوس سے جو تمام خلق [illegible] جیسا کہ [illegible] ہوا اور [illegible] ہو اوسی سے ۱۲
[2] [illegible] کا پیدا کرنے والا سب کا اور اوسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ۱۲

برخے وصف جمیلی کہ بقصد تعظیم بود ودر اصطلاح
فعلی کہ بمقابلۂ نعمت بر تعظیم منعم دلالت کند وہم
درین معنی است شکر لغوی ونقیض حمد ذم است
ونقیض شکر کفران والنسبۃ بین ھذہ المعانی
عموم من وجہ جائیکہ حمد بمقابلۂ نعمت بر زبان
آرند ہر دو صادق اند وجائیکہ بجوارح دیگر بود
شکر است نہ حمد وجائیکہ بدون مقابلۂ آید حمد باشد
نہ شکر۔ وَاَللّٰہُ مہموز فاء است در اصل اَلْاِلٰہ بود
بفتح ہمزۂ اول وسکون لام اول وکسرۂ ہمزۂ ثانی
وفتح لام ثانی بعدہ الف وہا بمعنی معبود حرکت
ہمزۂ ثانی نقل کردہ بما قبل دادند وہمزہ را حذف
کردند اَللّٰہُ شد بعدہ قاعدہ یافتند کہ دو حرف
صحیح از یک جنس فراہم آمدند لام اول را ساکن
کردہ در دوم ادغام کردند اللّٰہ شد ویا مثال الواو است
کہ در اصل اَلْوِلاہ بود بکسر واو منحرفہ واو را ہمزہ بدل
کردند بقاعدہ اشباح بعدہ حرکت ہمزہ نقل کردہ
بما قبل دادند وہمزہ را حذف کردند اَللّٰہُ شد پس
لام اول را بقاعدہ مذکور ادغام کردند اللّٰہ شد و
بعضی گویند لفظ اللّٰہ سریانی است یا عبرانی کہ در اصل

بقصد تعظیم کسی اچھے کی تعریف اور اصطلاحاً وہ فعل جو
بمقابلہ نعمت تعظیم منعم پر دلالت کرے اور اسی معنے
مین لغاً شکر بھی ہے اور حمد کی نقیض ذم ہے اور شکر
کی کفران اور ان مین نسبت عموم من وجہ ہے جہان پر کہ
بمقابلہ نعمت بولین گے وہان دونون صادق آوین گے
اور جہان پر دیگر جوارح سے ہوگی شکر کہین گے نہ حمد اور
جہان بلا مقابلہ ہوگی زبان حمد کہی جاویگی نہ شکر
اور اَللّٰہ مہموز فا ہے اصل مین الالٰہ تھا ہمزہ اول کے
زبر اور لام اول کے سکون اور ہمزہ ثانی کے زیر اور لام
ثانی کے زبر سے بعد اوس کے الف وہا بمعنی معبود دوسری
ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیدی اور ہمزہ کو گرا دیا
اللاہ ہوا پھر بقاعدہ صرفی دو حرف صحیح ایک جنس کے ایک
کلمہ مین جمع ہونے کے پہلے لام کو ساکن کرکے دوسرے
مین ادغام کر دیا اللّٰہ ہوا اور یا لفظ اللّٰہ مثال واوی ہے
جو اصل مین الولاہ تھا واو منحرف کے زیر سے بقاعدہ اشباع
واو کو ہمزہ سے بدل دیا پھر حرکت ہمزہ نقل کرکے ماقبل
کو دیدی اور ہمزہ کو حذف کر دیا اللاہ ہوا پھر پہلے
لام کو بقاعدہ مذکور ادغام کیا اللّٰہ ہوا اور بعض کہتے
ہین کہ اللّٰہ لفظ سریانی ہے یا عبرانی جو اصل مین

لاہا بود چون معرب کردند الف را از آخر حذف
کردند و در اول الف و لام آوردند و لام را در لام
ادغام کردند الله گردید و در بیضاوی است که الله
در اصل الاله بود همزه را حذف کردند و بعوض
یا الف و لام آوردند همین وجه یا الله می گویند
یا الف و لام مانع دخول حرف ندا می شود مگر این
این اسم شریف مختص معبود برحق گشته و لفظ الله
[illegible] تعالی [illegible] معبود بحق استعمال می شود گو
[illegible] الله تعالی است و لفظ الله مشتق است
از اله یا لاهة و الوہیة بمعنی پرستید که مشتق است
از تاله و استاله [illegible] مشتق
[illegible] معنی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کسی [illegible] کرد
[illegible] بمعنی اجاره
[illegible] پناه گیرنده [illegible]
[illegible] معبود حق است

لاہا تھی جب معرب کیا تو الف آخر سے گرا دیا اور اول میں
الف و لام لے آئے اور لام کو لام میں ادغام کر دیا اللہ ہوا
اور بیضاوی میں ہے کہ اللہ اصل میں الاله تھا ہمزہ گرا دیا
اور اوس کے عوض میں الف و لام بڑھا دیا اسی وجہ سے
یا اللہ کہتے ہیں اور الف و لام حرف ندا کے داخل ہونے
کو مانع نہیں ہوتا مگر یہ نام نامی معبود برحق سے خاص
ہوگیا اور لفظ اللہ بوجہ غلبہ استعمال معبود برحق پر مستعمل
ہوتا ہے اگرچہ لغتاً عام الاستعمال ہے اور لفظ اللہ
اله یا لاهة و الوہیة سے مشتق ہے [illegible] کہتے ہیں کہ
تاله و استاله سے مشتق ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اله سے
مشتق ہے [illegible]
عقول [illegible] الوہیت
[illegible]
کیونکہ خلق کے دل [illegible] ذکر سے مطمئن اور اوس کی معرفت
سے ساکن ہوتے ہیں یا کہیں کہ اله سے مشتق ہے
جو [illegible] ہوتا ہے جب کوئی اوس پر
[illegible] نازل ہوئی اور اله [illegible] اجارہ کے
معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ پناہ لینے والا
اپنے [illegible] ذبح کرتا ہے اگر معبود برحق ہے

فی الحقیقت ورا پناہ مید ہد واگر باطل ست پس ز عم
عابد پناہ می دہد یا مشتق از اَلَہ مستعمل در اَلَہ الفصیل
کہ قول عرب است ہرگاہ کہ ولع کردہ شود باوپس
زعم اشتقاق اللہ ازین اَلَہ بدین وجہ کہ عباد مولع اند
بران و عبادت آن ۔ ولام در و برائے اختصاص
بمعنی حصر است کذا فی حواشی الکشاف یا بمعنی تعلق
مطلق کذا فی حواشی شرح مختصر الاصول للدوانی ودر
اصطلاح اسم ذات واجب الوجود یست کہ مستجمع جمیع
صفات کمالیہ است و مبرا از رذائل واختیار اسمیۃ
جملہ بقصد دوام و استمرار است و تقدیم حمد بر ذات
ازین است کہ او مسند الیہ است در بحث متعلقات
وعامل است در اللہ اصلش حمدا للہ است و این از
مصادر قائمہ مقام افعال است و رفع حمد بقصد
دلالت است بر دوام و استمرار پس او را مرتبہ تقدم
حالاً و مآلاً است کذا فی اطول شرح مطول للشیخ
عصام الاسفرائینی و نیز میتواند کہ باعتبار تخصیص
باشد یعنی مقام مقام حمد است چنانکہ مذہب صاحب
کشاف است در تقدیم فعل اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ
اگرچہ تقدیم موصوف کہ اللہ است بنظر ذات او اہم بود

تو حقیقتًا اوسے پناہ دیتا ہے اور اگر باطل ہی تو اوسکے
خیال سے پناہ دیتا ہے یا مشتق اَلِہَ سے ہے جو
اَلِہَ الفصیل بمقولۂ عرب مین مستعمل ہے جبکہ اوس سے
فریفتگی ظاہر کیجاے تو اَلِہَ سے اللہ کے مشتق ہونے کا
خیال اس لیے ہے کہ بندے اوسکی عبادت پر فریفتہ
ہین اور اوس مین لام اختصاص کے لیے حصر کے
معنے مین ہے جیسا کہ حواشی کشاف مین ہی یا بمعنی
تعلق مطلق ہے جیسا کہ حواشی شرح مختصر الاصول
دوانی مین ہے اور اللہ اصطلاحًا اُس ذات واجب الوجود
کا نام ہے جو تمام صفات کمال کی جامع اور برائیون
سے مبرا ہے اور اختیار جملہ اسمیہ بقصد استمرار و دوام ہے
اور ذات پر حمد کی تقدیم اس لیے ہے کہ وہ بحث
متعلقات مین مسند الیہ اور اللہ مین عامل ہے جسکی اصل
حمد للہ ہے اور یہ اون مصادر سے ہی جو قائم مقام افعال ہین
اور رفع حمد دوام و استمرار پر دلالت کے مقصد سے ہے تو اوسے
مرتبہ تقدم حالاً و مآلاً ہے جیسا کہ اطول شرح مطول الشیخ
عصام اسفرائنی مین ہی اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ باعتبار تخصیص ہو
یعنی مقام مقام حمد ہے جیسا کہ صاحب کشاف کا مذہب ہے تقدیم فعل اقرأ
باسم ربک مین اگرچہ تقدیم موصوف یعنی اللہ لحاظ اوسکی ذات کی اہم ہے

وشان در صراح است که شان کار و حال یعنی امر
او بزرگ است چنانکه ذات او بزرگ است و مر
اورا تعظیم عظمت کمالیه است که مختصه ذات اوست
زیرا چه جمال باکمال خاص اوراست نه غیر اورا
بخلاف حمد غیر که او شکر است حمد نیست فللّٰه
الحمد رب السموات و رب الارض
رب العالمین - و این جا از حمد اگر مراد حمد
شاکرین گرفته شود در قریحهٔ ذکیه غالب که حرجے
نزند چه که حمد شاکرین اعم است و بوفاے
عوض اتم کما جاء - ولئن شکرتم لازیدنکم
ولئن کفرتم ان عذابی لشدید و سر
درین باب آنکه جمیع محامد از حمد اوست و جمال
او حمد نیست مر ذات اورا اگر نه بودے این ذات
ظاهر نه شدے حمد در عالم کون کما عممه الله تعالی
فی حبیبه صلی الله علیه وسلم چه که حامد و محمود
و محمد اسماء شریفه اویند و او برزخ جامع است
در احدیت و واحدیت و وحدت و کثرت
مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ
لا یبغیان - لولاه لما ظهرت الربوبیة

اور شان صراح مین ہے کہ شان کار و حال یعنی اوسکا
حکم بزرگ ہے جس طرح اوسکی ذات بزرگ ہے اور اوسی
کے لیے تعظیم عظمت کمالیہ ہے جو اوسکی ذات سے مخصوص
ہے کیونکہ جمال باکمال صرف اوسی کے لیے ہے اور کسی کے
لیے نہین بخلاف حمد غیر جو شکر ہے حمد نہین تو اللہ ہی
کے لیے حمد ہے جو آسمانون اور زمینون اور اہل عالم کا رب
ہے اور یہان حمد سے اگر حمد شاکرین مراد لی جاے تو
کچھ حرج نہین کیونکہ حمد شاکرین اعم و بوفاے عوض اتم
ہے چنانچہ وارد ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو مین تمکو زیادہ
دونگا اور اگر کفر کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے اور اسمین
راز ہے کہ تمام تعریفین اوسی کی حمد سے ہین اور اوس کا
جمال اوس کی ذات کے لیے حمد ہے اگر یہ ذات نہ ہوتی
تو عالم وجود مین حمد ظاہر نہ ہوتی جس کو خدا نے اپنے
حبیب صلعم کے لیے عام کیا کیونکہ حامد و محمود و محمد اون کے
نام نامی ہین اور وہ احدیت و واحدیت و وحدت
و کثرت مین برزخ جامع ہین اس ارشاد کے موافق
دو دریا جاری کیے جو باہم ملتے ہین اور اون کے
درمیان ایک برزخ ہے جو اونہین بڑھنے
نہین دیتی اگر وہ نہ ہوتے تو ربوبیت -

والرب والفلک وماعبد المعبود وما
حمد المحمود وماقصد المقصود وما
وجد الموجود. واما عظمت شان پس این
هم اگر خلق نبوی وخلق احمدی وشان او اراده
کرده شود بقیاس قرین راستی است البته باند
این جا خدشه آن را هم زائل می کنم این که حمد
پیش معتزله بمقابله فعل غیر اختیاریه است نه که اختیاریه
چه که نزد شان مرجعش خود عبد است چنانکه عبد را
خالق آن قرار داده اند حالانکه ارباب بصیرت
واصحاب خبرت اگر اندکے تعمق کنند این اختلاف
را بجز معارضهٔ لفظیه چیزے دیگر نیابند وکیف
لایکون کذلک می توانم گفت که قدرت
دادن بالاتفاق نزد هر دو فریق از جانب خداست
ولا فعل بالوجه الکمال الا لمن له القدرة
هم مسلم است پس کجا ماند اختلاف در معنی دور از
انصاف معنی عبارت این گاه آن باشد که عبد
بعد قادر گردانیدن حق سبحانه قادر است بر ایجاد
افعال اختیاریه وقدرت خاصه حق است اجماعًا
ومعتزله منالہ نیستند واز این است که استطاعت

اور رب وفلک ظاہر نہ ہوتے اور نہ معبود معبود ہوتا نہ
محمود محمود نہ مقصود مقصود نہ موجود موجود اور عظمت شان
سے بھی اگر خلق نبوی وخلق احمدی اور اونکی شان
مراد لی جائے تو ٹھیک ہوسکتا ہے البتہ یہان پر ایک
خدشہ رہ جاتا ہے اوسے بھی مین دور کیئے دیتا ہون
وہ یہ کہ معتزلہ کے نزدیک حمد بمقابلہ فعل غیر اختیاری
کے ہے نہ اختیاری کے کیونکہ اونکے نزدیک جیسے اپنے
افعال کا خالق خود بندہ ہے ویسے اوسکا مرجع بھی
خود بندہ ہی ہے حالانکہ سمجھدارون کو تھوڑا غور کرنے
سے یہ اختلاف بجز معارضہ لفظی اور کچھ نہ معلوم ہوگا
اور کیون ایسا نہین ہوسکتا کیونکہ قدرت دینا بالاتفاق
خدا کی طرف سے ہے اور فعل بوجہ کمال اوسی کے
لیے ہے جسے قدرت ہے یہ بھی مسلم ہے تو پھر
معنوی اختلاف کہان رہا اب عبارت کے معنے
یہ ہوے کہ خدا کے قادر کرنے سے بندہ ایجاد
افعال اختیاریہ پر قادر ہے کیونکہ قدرت بالاتفاق
خدا سے مخصوص ہے اور معتزلہ منالہ[لہ] نہین
ہین - اسی لیے ان کے نزدیک استطاعت

لہ منالہ عبادت کنندۂ حق منالہین حکمای صاحب اسلام

نزد ایشان سابق است از افعال و نزد اشاعرہ و ماتریدیہ ایجاد و اقتدار ہر دو برائے حق اند و عبد بیکار از ہر دو فاعرف و انصف

افعال سے سابق ہے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے نزدیک ایجاد و اقتدار دونون خدا کے لیے ہین اور بندہ دونون سے بیکار ہے۔

قولہ اَلْقَوِیُّ سُلْطَانُہٗ

اقول سلطان بروزن فعلان است بمعنی والی وحجت و قدرت مشتق از سلطنت بمعنی قہر و غلبہ کذا فی المنتخب و قوی بمعنی توانا اے غلبۂ او قویست در غالبیت بخلاف غلبہ سلطان عالم امکان کہ او بسبب امکان خویش قوت غلبہ ہم ممکن دارد فی الواقع ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✣ سلطان الٰہی محیط ہر شی است و آخذ ہر موجود بناصیتہا وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا سطوت غیر پیش سطوتش چون مشعل روبروے آفتاب پرتوے ندارد و بسان خار و خس پیش گل رنگ و بوئے نیارد آن را شانے دیگر است و این را آنے دیگر والحق ؎

سلطان فعلان کے وزن پہ ہے جس کے معنے والی وحجت و قدرت کے ہین اور یہ سلطنت سے مشتق ہے جس کے قہر و غلبہ کے معنے ہین منتخب اور قوی بمعنی توانا یعنی اوس کا غلبہ اپنی غالبیت مین قوی ہے بخلاف دنیاوی بادشاہ کے جن کی قوت غلبہ بھی بوجہ امکان ممکن ہے اور واقعی عالم پاک سے خاک کو کیا نسبت سلطان الٰہی ہر شے کو محیط اور ہر موجود پر قادر ہے۔ کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نہین جس کی پیشانی وہ نہ پکڑے ہو غیر کی سطوت اوس کی سطوت کے روبرو مشعل و آفتاب کی طرح ہے یا جیسے کوڑا پھول کے مقابلے مین اوس کی شان ہی اور ہے اور اوس کی آن ہی دوسری ؎

جلوہ اش ہر دم بشانے دیگر ست
ہر کسے را زد بیانے دیگر ست

اوس کا جلوہ ہر گھڑی نئی شان سے ہے۔
اور ہر شخص کا اوس کی صفت مین نیا بیان ہے

قوله الظاهر احسانه

اقول یعنی احسان او ظاہر است محتاج باستدلال نیست و ظہورش زیادہ ازین چہ خواہد بود کہ خلق را از بطون بعالم ظہور آوردہ خود را بلباس تقید پوشید و با این ہمہ پوشیدگی آشکار است و با این ہمہ آشکارائی پوشیدہ کہ خلایق از ادراک ذات او عاجز اند و اگر در متون[1] بطون رقم ظہور نپذیرفت شرح حال یکے از ممکنات ممکن نمی شد۔ و اگر بہ مکتب ظہور درس نمیداد ہمہ جاہل می بودند و نزول قرآن فائدہ نمی بخشید پس این ہمہ احسان اوست	یعنی اوس کا احسان ظاہر ہے کسی دلیل کا محتاج نہین اس سے زیادہ اوس کا ظہور اور کیا ہوگا کہ خلق کو عالم بطون سے عالم ظہور مین لایا اور خود بلباس تقید چھپ گیا اور اس قدر چھپ جانے پر بھی ظاہر اور ظاہر ہونے پر پوشیدہ ہے کہ خلق اوسکی ادراک ذات سے عاجز ہین اگر متون[1] بطون مین وہ رقم ظہور نہ فرماتا تو کسی ممکن کی شرح حال نہ ہو سکتی اور اگر مکتب ظہور مین درس نہ دیتا تو سب جاہل رہتے اور نزول قرآن کا کوئی فائدہ نہوتا تو یہ سب اوس کا احسان ہے اور احسان کے یہ معنے ہین کہ اللہ کی عبادت
والاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک وحاصل این دوام حضور بذات الٰہی و انجذاب حسی و روحی و ذوق و شوق و جمعیت قلبی است و استغراق در مشہود خود و علم الیقین باین کہ ہمہ شی کہ بہ تست از وجود و عقل و غیرہ ہمہ نعمت اوست	یون کرو گویا تم اوسے دیکھتے ہو اور اگر تم نہین دیکھتے تو وہ تم کو دیکھتا ہے جس کا حاصل دوام حضور اور انجذاب حسی و روحی و ذوق و شوق و جمعیت قلبی اور اپنے مشہود مین استغراق ہے اور اس کا علم الیقین کہ تم مین جو چیزین عقل وغیرہ پائی جاتی ہین یہ سب اوس کی نعمت ہے۔

قوله الباهر حجته وبرهانه

اقول باہر بکسر ہا بمعنی روشن و ظاہر کذا فی المنتخب	باہر بکسر ہا بمعنے روشن و ظاہر ۱۲ منتخب

[1] متون جمع متن ۱۲

وبرہان بمعنی غلبہ برخصم کردن لے غالب است
دلیل او برہر حجت وبرہان زیراکہ وجود ہرشے
ناطق است بر عظمت موجدے باین ایجاد و
بغلبہ حجت وبرہان او ہمہ بزبان حال وقال
معترف اند وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللهُ وچنانکہ
برائے او حجت وبرہان است برائے خروج
ازنفس وعصیان ورجوع باعتراف آن ست
کہ مآثم کہ او راست واحسان شان است و
مارا اقرار عبودیت اززبان وایقان بالجنان

اور برہان دشمن پر غلبہ کرنا یعنی اوس کی دلیل ہر
حجت وبرہان پر غالب ہے کیونکہ ہر شے کا وجود
عظمت موجد پر بوجہ اوس ایجاد کے ناطق ہے اور
اوس کے غلبہ حجت وبرہان کی تمام حال وقال
کی زبانین مقر ہین اس ارشاد کے موافق کہ اگر
تم اونسے پوچھوگے کہ آسمان وزمین کس نے پیدا
کیے تو وہ کہین گے کہ اللہ نے اور جسطرح اُسکے لیے حجت
ودلیل ہے ویسے ہمین بھی نفس سے نکلنا اور گناہون
سے توبہ اور اسکا اقرار کرنا چاہیے کہ اسکا کام عنایت واحسان
ہے اور ہمارا کام زبان سے عبودیت کا اقرار اور قلب سے یقین ہے

قوله المحتجب بالجلال

اقول محتجب اسم فاعل است از احتجاب بمعنی پردہ
گرفتن یعنی پردہ گیرندہ است از جلال خود بر
ذات خویش لطیفہ توان دانست کہ اطلاق
احتجاب برحق سبحانہ صحیح است نہ حجب زیراکہ محجوب
آنکہ حجابش از خارج باشد. ومحتجب آنکہ حجاب او
ازنفس خود بود پس صفات واجب پردۂ ذات واجب
شدند والا یلزم الاستکمال بالغیر وسیاق
عبارت این است الذی دخل فی الحجاب

محتجب احتجاب کا اسم فاعل ہے پردہ کرنے کے معنے
مین یعنی اپنے جلال سے اپنی ذات کا پردہ پوش
ہے لطیفہ جاننا چاہیے کہ خداوند تعالی پر احتجاب
کا اطلاق صحیح ہے نہ حجب کا کیونکہ محجوب وہ ہے جسکا حجاب
خارجی ہو اور محتجب وہ جس کا حجاب ذاتی ہو تو صفات
واجب پردۂ واجب ہوے ورنہ غیر سے کامل
ہونا لازم آتا اور سیاق عبارت یہ ہے کہ وہ ذات
جو بصفت عظمت وجلال اغیار سے حجاب مین

عن الاغیار بصفة العظمة والجلالة	ہوگئی اور اسی لیے رویت مین شبہہ پڑ گیا کہ رویت
و ازینجاست کہ رویت از متشابہات شد	کا اعتقاد برحق اور کیفیت غیر مدرک ہے۔ مگر
الاعتقاد بھا حق وکیفیتھا غیر مدرک	عرفا جو ہمیشہ تجلی و شہود مین ہین۔ اور
اما عارفین کہ دایم در تجلی و شہود اندپس متحیر اند	جن کی عقلین کنہ ذات مین متحیر ہین۔ اور کہتے
عقول شان در کنہ ذات و می گویند کہ تفکر	ہین کہ تفکر یہان سست ہے تو سلوکون نے
این جا مضمحل است پس توسل جستند او شان	عشق و محبت سے توسل کیا نہ عقل سے بلکہ
با و از عشق و محبت نہ بہ عقل بلکہ عقل را در وصول	عقل کو وصول مین حائل جانا اون کے نزدیک
حائل پنداشتند والعشق عندھم جنون الٰھی	عشق جنون الٰہی ہے اور اس فرقے نے بہت سے
و با ہمدیگر این فرقہ معانی ست کہ در کتب تصوف	معانی بیان کیے ہین جو تصوف کی کتابون مین
باید نگریست	دیکھنا چاہیے۔

قولہ المتفرد بالکمال

اقول منفرد صیغہ اسم فاعل است از تفرد بمعنی	منفرد تفرد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی تنہا
تنہا شدن یعنی یگانہ است در کمال وکسے باو	رہنے والا یعنی اپنے کمال مین یکتا ہے۔ کوئی
شریک نیست چرا کہ کمال صفت خاصہ خالق	اوس کا شریک نہین کیونکہ کمال خاص خالق کی
ونقص صفت خلق است	صفت ہے اور نقص خلق کی صفت ہے۔

قولہ المرتدی بالعظمة فی الآباد والآزال

اقول مرتدی مشتق من الارتدا بمعنی چادر پوشیدن	مرتدی ارتداء سے مشتق ہے جسکے معنی چادر اوڑھنے
آباد جمع ابد کہ نہایتش نباشد و آزال جمع ازل	کے ہین آباد ابد کی جمع ہے ابد وہ جسکی انتہا نہو اور آزال ازل
فی الصراح بفتحتین دیرینگی و ہمیشگی یقال ھو ازلی	کی جمع ہی صراح مین ہے کہ ازل بفتحتین دیرینگی ہمیشگی کہا جاتا ہی کہ وہ ازلی

وذکر بعض اهل العلم ان اصل هذه الکلمة	اور بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ اس کلمہ کی اصل عرب کا قول
قولهم للقدیم لم یزل ثم نسب الی هذا	قدیم کے لیے لم یزل ہے پھر جب اسی کی طرف منسوب
فلم یستقم الا بالاختصار فقالوا یزلی	کیا گیا تو بغیر اختصار کے ٹھیک نہوا تب انھون نے
ثم ابدلت الیاء الفا لانها اخف فصار	یزلی کہا پھر یا رالف سے بدلدی گئی کیونکہ وہ خفیف ہے
ازلیا کما یقال فی الرمح المنسوب الی ذی یزن	تو ازلی ہوگیا جیسے نیزہ منسوب بہ ذی یزن یزنی کہا
یزنی ازلی وازل آن کہ ابتدایش نباشد یعنی	جاتا ہے۔ ازلی وازل وہ جس کی ابتدا نہو یعنی ملبس
ملتبس است بہ لباس عظمت وکبریائی چنانکہ	بلباس عظمت وکبریائی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کبریائی
می فرماید الکبریاء ردائی والعظمة ازاری	میری چادر اور عظمت میری ازار ہے جو کوئی ان دونوں میں
فمن نازعنی فی واحد منهما ادخلته	مجھسے جھگڑیگا اسے میں دوزخ میں ڈالونگا اور کچھ پروا
فی النار ولا ابالی وعظمت وکبریائی وازلی	نہ کرونگا اور اوسکی عظمت وکبریائی من حیث الابتدا
من حیث الابتدار وابدیست من حیث الانتهاء	ازلی و من حیث الانتہا ابدی ہے اور دونوں کی
وایراد جمع ہر دو برائے تاکید ومبالغہ است در	جمع لانا تاکید ومبالغہ کے لیے ہے ازلا وابدا اسکی
دیمومیت او تعالی ازلا وابدا وعظمت نوریست	دیمومیت میں اور عظمت ذات کا وہ نور ہے جو مشار الیہ
بہ نسبت ذات کہ مشار الیہ بالازار است وتعلقش	بہ ازار ہے اور جسکا تعلق غیر سے نہین تو عظمت غنائے مطلق
با غیر نیست پس عظمت غنائے مطلق است وکبریاء	ہے اور کبریا وہ نور ہے جو بہ نسبت غیر چادر سے
نوریست بہ نسبت غیر کہ مشار الیہ بالرداء است و	مشار الیہ ہے اور کبریا سے استعلاء مراد ہے تو
مراد از کبریاء استعلاء است فلہ العظمة والکبریاء	اوسی کے لیے عظمت وکبریا وعزت وبہا ابدا و
ولہ العزة والبهاء فی الآباد والآزال۔	آزال میں ہے اور ابد کو ازل پر اس لیے تقدم
وسر تقدیم ابد بر ازل آنکہ ابد نهایة الشئ فی الوجود	کیا کہ ابد نہایت الشئ فی الوجود ——

را گویند و نہایت عبد در وجود حق سبحانہ است	کو کہتے ہین اور بندہ کی انتہا وجود مین حق سبحانہ ہی تو ازل
یعنی بتحقیق وجود حق در ازل و ابد ست نہ غیر او	و ابد مین حقیقتًا حق ہی کا وجود ہے نہ کسی دوسرے کا۔

قوله - لَا يُصَوِّرُهُ وَهْمٌ وَخَيَالٌ وَلَا يَحْصُرُهُ حَدٌّ وَمِثَالٌ ذِي الْعِزِّ الدَّائِمِ السَّرْمَدِيِّ وَالْمُلْكِ الْقَائِمِ الدَّيْمُومِيِّ

اقول - باید انگاشت کہ ہرچہ در ذہن آید اگر ہر دو	جاننا چاہیے کہ جو کچھ ذہن مین آئے اگر اوس کے
طرفش مساوی ست آن را شک گویند و اگر راجح احد	دونون پہلو برابر ہون تو وہ شک ہے اور اگر ایک
احد الطرفین پس راجح را ظن و مرجوح را وہم خوانند	راجح ہو تو وہ ظن ہے اور مرجوح وہم پھر اگر وہ چیز
بعد ازان اگر مستقر شد شے در خزانہ پس آن را	خزانہ مین ٹھہر گئی تو وہ خیال ہے اور جمہور کے نزدیک
خیال نامند و خیال قوتے ست مرتبہ در موخر	خیال وہ قوت ہے جو موخر تجویف اول دماغ مین
تجویف اول از دماغ پیش جمہور و محقق طوسی در	مرتب ہے محقق طوسی شرح اشارات مین لکھتے
شرح اشارات گوید کہ وکان الروح المنصوب	ہین کہ وہ روح جو بطن مقدم مین رکھی گئی ہے وہی آلہ
فی البطن المقدم ہو آلۃ للحس المشترک	حس مشترک و خیال ہے مگر یہ کہ جو کچھ اس بطن کے مقدم
والخیال الّا انّ ما فی مقدم ذلک البطن	مین ہے وہ حس مشترک سے اخص ہے اور جو کچھ موخر
بالحس المشترک اخص و ما فی موخرہ	مین ہے وہ خیال سے اخص ہے غرضکہ وہ صورت
بالخیال اخص غرضکہ آن صورت حافظ جمیع	تمام صور محسوسات نیز تمثیلات کی اون کے غائب ہونے
صور محسوسات است و حافظ تمثیلات بعد غیبت	پر حافظ ہے اور خیال حس مشترک کا خزانہ ہے۔ اور
آنہا و خیال خزانہ حس مشترک است و دلیل این	اوس کی دلیل شرح قدیم سے یہ پائی جاتی
قول از شرح قدیم چنین مستفاد میشود کہ مثلاً اولاً	ہے کہ مثلاً پہلے ہم نے ایک صورت دیکھی
صورتے مشاہدہ کردیم یک زمان غافل ازان ماندیم	اور کچھ دنون اوس سے غافل رہے۔

و بار دیگر مشاہدہ اش کردیم بیتوانیم گفت کہ این
ہمان شے بجنسہ است اگر آن صورت در محفوظ
نماند در زمان ذہول ممتنع است این حکم کردن و
وہم قوتے ست مرتبہ در دماغ لیکن آن اشد ارتباط
با آخر تجویف وسط از دماغ دارد و ادراک می کند
معانی جزئیہ را کہ مدرک بحواس ظاہر نشدہ اند و
آن معنی در محسوسات موجود اند ہچو تیکہ در شاة
حاکم است باین کہ از گرگ ورا فرار اولے است و
عز و عزت ہر دو مترادف اند سرمدی بمعنی دائمی
ملک بالضم بمعنی معروف و حد در لغت منتہاے
شے را گویند و در اصطلاح منطقیین آنکہ مرکب باشد
از اجزاء داخلی یا خارجی و مثال صورت شی را گویند
معنی آنکہ کنہ ذات او در تصور و خیال نمی آید و انچہ
کہ آید وہم و خیال است واللہ خالق الوہم والخیال
فکیف لایکون عنہما المتعال و علاوہ برین
وہم و خیال در معرض زوال است و آن بروے
محال کہ او دائم و قدیم است ۵

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

پھر دوبارہ اوسے دیکھا تو کہہ سکتے ہین کہ بجنسہ
یہ وہی چیز ہے اگر وہ صورت بزمانہ غفلت ہم مین
محفوظ نہ رہتی تو یہ حکم نہین کیا جا سکتا تھا اور وہم
وہ قوت ہے جو دماغ مین مرتب ہے مگر وہ آخر تجویف
اوسط دماغ سے زیادہ مرتبط ہے اور اون معانی جزئیہ
کا ادراک کرتی ہے جو حواس ظاہر سے ادراک نہین
کیے جاتے اور یہ محسوسات مین بھی ہے جیسے وہ قوت
جو بکری کو بھیڑیے سے بھاگنے کا حکم دیتی ہے اور
عز و عزت دونون کے ایک معنی ہین سرمدی بمعنی
دائمی مُلک بالضم بمعنی مشہور اور حد لغت مین منتہاے
شے کو کہتے ہین اور منطقیین کی اصطلاح مین وہ جو
اجزاے داخلی یا خارجی سے مرکب ہو اور مثال صورت
شے کو کہتے ہین معنے یہ ہوے کہ اوسکی کنہ ذات تصور
خیال مین نہین آتی اور جو کچھ آتی ہے وہ وہمی وخیالی
ہے اور اللہ خالق وہم وخیال ہے وہ کیسے اون سے
بزرگ نہوگا علاوہ اسکے وہم و خیال زوال پذیر ہین اور
زوال واجب محال ہے کیونکہ وہ دائم وقدیم ہی ۵

اے خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر
اور اوس سے بھی جو لوگون نے کہا اور ہم نے سنا اور پڑھا

ولاحدّ لہ ای لا منتہی لہ ولا جزء لہ ذہنًا و
خارجًا کما علم فی الکتب الکلامیۃ والحکمیۃ
ومثل نیست مراورا لیس کمثلہ شیٔ صاحب
عزت دائم سرمدیست وملکش درکمال جلال قائم
وابدی وخواہ معنی این گیرند کہ دائم در تقید است فاحفظ

اوس کی حد یعنی انتہا نہین اور نہ اوسکا ذہنی وخارجی
کوئی جزء ہی چنانچہ کتب حکمت وکلام سے معلوم ہوتا ہی
اور نہ اوس کا مثل ہے کیونکہ اوسکے مثل کوئی چیز نہین
عزیز دایم سرمدی ہے اور اوسکا ملک یکسان جلال قائم
وابدی اور خواہ یہ معنی لین کہ ہمیشہ تقید مین ہے۔

قوله وَالْقُدْرَةِ الْمُمْتَنِعِ الْاِدْرَاكُ كُنْهُهَا وَالسَّطْوَةِ الْمُسْتَوْعِرِ طَرِيْقُ اِسْتِيْفَاءِ وَصْفِهَا

اقول قدرت یعنی توانائی والسطوۃ فی الاصل
الصولۃ والمراد منہ القہر واستیعار درشت داشتن
واستیفاء کامل گرفتن یعنی تو قوت حقہ پاک است
از حرکت وسکون وخروج ودخول ومادیت وآلیت
وزمان ومکان وسایر مایحتاج الیہ وضد آن عجز
است دبراے وجود واجب سہ مراتب اند مرتبۂ
اولی ذات است قطع نظر از صفات ومرتبۂ ثانیہ
صفات جمال کہ صفحات اند درین مرتبہ تجلی ذات
درکسوت صفات بود ومرتبۂ ثالثہ قدرت است
ودرین مرتبہ فعل ایجاد است وجمع جمیع مراتب
وحدانی الذات والصفات است پس موجودات
وایجاد آنہا درین مرتبہ است پس دشوار گردید ادراک
کنہ قدرت وسطوت او وپاک است از عالم ایجاد

قدرت بمعنی طاقت اور سطوت اصل مین صولت ہے
جس سے قہر مراد ہے اور استیعار کے معنے سخت ہونے
اور استیفاء کے کامل لینے کے ہین یعنی قوت حق حرکت
وسکون وخروج ودخول ومادیت وآلیت زمان و
مکان وغیرہ سے پاک ہے اور اوسکی ضد عجز ہے اور
وجود واجب کے تین مرتبے ہین مرتبۂ اول ذات
قطع نظر از صفات مرتبۂ دوم صفات جمال جو
صفحات ہین اس مرتبے مین تجلی ذات پردہ صفات
مین ہوتی ہے۔ مرتبۂ سوم قدرت۔ اسی مرتبہ مین
فعل ایجاد ہے اور جمع جمیع مراتب وحدانی الذات وصفات
ہے تو موجودات اور اون کی ایجاد اسی مرتبہ سے
ہے لہذا اوس کی کنہ قدرت وسطوت کا ادراک دشوار
ہے اور اوس کا فعل عالم ایجاد سے پاک ہے

وفعل او و آنحضرت صلعم نور اوست و حجت و برهان او
وعبد و رسول او و ایجاد عالم بسبب تکوین ازلی
در عالم قدرت که پاک است از تعلق زمان و مکان
و مشار الیه کن فیکون است بلمح الطف که الطف
از لمح بصر است زیرا که بصر اگرچه در غایت لطافت
است لیکن از اکوان عالم حکمت اشاره کرده می شود
بسوے عالم قدرت و در عالم حکمت خلق السموات
والارض فی ستة ایام چه که در ان وسعت است
و تعلق بزمان و مکان پس این در ظاهر است و
آن در غیب و همین سر معراج ست پس حکمت در
قدرت این ست و قدرت در حکمت چنین پس
هر دو دو وصف اند از کمالات وجود واحد و قدرت
عالم وحدت ست و حکمت عالم کثرت پس وحدت
در کثرت است و کثرت در وحدت

اور آنحضرت صلعم اوس کے نور و حجت و عبد و رسول
ہین اور ایجاد عالم عالم قدرت مین بوجہ تکوین ازلی
کے ہے جو تعلق زمان و مکان سے پاک ہے اور
کن فیکون کا مشار الیہ ہے بلمح الطف جو لمحہ بصر سے
بھی زیادہ لطیف ہے کیونکہ بصر اگرچہ نہایت لطیف ہے
مگر یہان اکوان عالم حکمت سے عالم قدرت کی طرف
اشارہ کیا جاتا ہے اور عالم حکمت مین آسمان و زمین
چھ روز مین پیدا کیے گئے کیونکہ اوس مین وسعت ہے
اور زمان و مکان سے تعلق ہے تو یہ ظاہر مین ہے
اور وہ غیب مین ہے اور یہی معراج کا راز ہے قدرت
مین حکمت یہی ہے اور حکمت مین قدرت وہ تو یہ دونون وجود
حق کے کمالات سے دو وصف ہین۔ قدرت
عالم وحدت ہے اور حکمت عالم کثرت وحدت کثرت
مین ہے اور کثرت وحدت مین۔

قوله نطقت الكائنات بانه الصانع المبدع ولاح
من صفحات ذرات الوجود بانه الخالق المخترع

اقول کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات اما ایراد
این تخصیص بعد تعمیم دال است بر کمال اظهار هر یک مر
ربوبیت حق را آرے هر گیاهیکه از زمین روید

کائنات بمعنی موجودات و مخلوقات لیکن تعمیم کے
بعد تخصیص لانا اس کی دلیل ہے کہ ہر چیز سے ربوبیت
حق بخوبی ظاہر ہوتی ہی بیشک جو گھاس زمین سے نکلتی ہے

وحدہٗ لا شریک لہ گوید۔ مُبدع صیغہ اسم فاعل است
یعنے ازخود چیزے پیدا کنندہ بلا سبب و مادّہ کذا
فی الکشف و میر سید شریف در تعریفات الاشیاء
گوید الابداع ایجاد الشیٔ من لا شیٔ وقیل
الابداع تاسیس الشیٔ عن الشیٔ والخلق
ایجاد شیٔ من شیٔ والابداع اعم من
الخلق ولذا قال بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وخلق الانسان ولم یقل بدیع الانسان
وقیل ایجاد شیٔ غیر مسبوق بمادۃ ولا زمان
کالعقول وھو یقابل التکوین والاحداث
لکونہ مسبوقًا بالزمان وبینھما تقابل
التضاد ان کانا وجودیین وتقابل
الایجاب والسلب ان کان احدھما وجودیا
والاخر عدمیا ویعرف ھذا من تعریف
المتقابلین انتھی و لاح مشتق از لوح ست بمعنی
روشن و پیدا شدہ کذا فی المنتخب والصراح المخترع
ایجاد کنندہ و کار بیرون آرندہ کذا فی المنتخب و
در نطق جمادات و نباتات اختلاف ست بعضی
منکر اند می گویند کہ مراد از نطق ایشان صورت

وہ توحید کا اقرار کرتی ہے مبدع اسم فاعل کا صیغہ ہے
جسکے معنے از خود بلا سبب مادہ کوئی چیز پیدا کرنے والے
کے ہین ۱۲ کشف اور میر سید شریف تعریفات الاشیاء
مین لکھتے ہین کہ ابداع شے کا لاشے سے ایجاد کرنا اور
بعض کے نزدیک ایجاد کسی چیز کی دوسری چیز سے
بنیاد رکھنا اور خلق ایجاد شے از شے اور ابداع خلق سے
عام ہے اسی لیے اللہ تعالے نے بدیع السموات
والارض اور خلق الانسان فرمایا اور بدیع الانسان نہ
فرمایا اور بعض کے نزدیک ایجاد شی غیر مسبوق بمادہ و
زمان جیسے عقول اور وہ بوجہ اوسکے مسبوق بالزمان
ہونے کے تکوین و احداث کے مقابل ہے اور ان
دونون مین تقابل تضاد ہے اگر دونون وجودی
ہون اور تقابل ایجاب و سلب ہے اگر ایک وجودی
اور دوسرا عدمی ہو اور یہ متقابلین کی تعریف سے
پہچانا جاتا ہے اور لاح لوح سے مشتق ہے بہ معنی
روشن و ظاہر ۱۲ منتخب و صراح۔ مخترع ایجاد
کرنے والا ۱۲ منتخب۔ اور جمادات و
نباتات کے نطق مین اختلاف ہے بعضے منکر
ہین کہتے ہین کہ نطق سے اون کی موجودہ صورت

موجودہ اشیاں است کہ دال است بر وجود صانع و	مراد ہے جو وجود صانع کی دلیل ہے اور حضرت
مختار شیخ اکبر این است کہ اشیاں را نطق قولی	شیخ اکبر کے نزدیک نطق قولی بھی اونمین ہے
ہم است و استدلال شان بدین آیۂ کریمہ است	اور وہ اس آیت سے دلیل لاتے ہین کہ کوئی چیز
وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا	ایسی نہین جو اوس کی حمد نہ کرتی ہو مگر تم اون کی
تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ و ہمین است مختار محققین	تسبیح نہین سمجھتے اور محققین صوفیہ کا بھی یہی
صوفیہ حاصل معنی این کہ گویا اند مخلوقات بتمامہا	مذہب ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوقات اس کی
باین کہ اوست صانع پیدا آرندہ ناپدیدگان و	قائل ہے کہ وہی صانع ہے ناپید کو ظاہر کرنے والا
درخشان است از صفات ذرات وجود این کہ	اور ذرات وجود کے صفات سے یہ بات ظاہر ہے
اوست خالق و وجود بخشندہ موجودات	کہ وہی خالق اور موجودات کو وجود بخشنے والا ہے

قولہ وَسَمَ عَقْلَ الْاِنْسَانِ بِالْعَجْزِ وَالنُّقْصَانِ وَاَلْزَمَ فُصَیْحَاتِ الْاَلْسُنِ بِصِفَۃِ الْحَصْرِ فِیْ حِلْبَۃِ الْبَیَانِ

اقول الوسم بالفتح نشان کردن بعیب و داغ	وسم بالفتح نشان عیب و داغ ۱۲ صراح۔ اور
کذا فی الصراح و فصیحات بر وزن فعیلات جمع	فصیحات بروزن فعیلات جمع فصیحہ فصاحت سے
فصیحہ است مشتق از فصاحت بمعنی کشادہ سخن	مشتق ہے بمعنی تیز زبانی و خوشگوئی ۱۲ منتخب اور
گفتن و تیز زبانی و خوشگوئی کذا فی المنتخب و در	اصطلاح علم معانی مین کلام کا اون الفاظ
اصطلاح علم معانی خالی بودن کلام از ضعف	سے خالی ہونا جو عام طور پر زبان زد نہون۔
الفاظے کہ زبان زد خلایق نباشد و از ترکیب	اور نہ ایسے کلمات سے مرکب ہو جس کی ترکیب
کلمات یعنی تراکیب نامانوس و الفاظ ثقیل و	الفاظ غیر مانوس و ثقیل سے ہو یا دو حرف
درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب	ایک جنس کے جو سبب ثقل ہین جمع ہون جیسے
ثقل است چنانکہ جمع علم و صدق قول کہ دو عین	جمع علم و صدق قول کہ اس مین دو عین

و دو قاف جمع شدند کذا فی مختصر المعانی الألسن	و دو قاف جمع ہین ۱۲ مختصر معانی الألسن جمع
جمع لسان و آن معروف ست و حلبة بمعنی میدان	لسان بمعنی زبان اور حلبہ بمعنی میدان یعنی عقول
یعنی داغدار کرد عقل کامل انسان را کہ آن عقل	انسان کامل کو جو انبیاء و اولیاء ہین کمال درک
انبیاء و اولیاء است با کمال ادراک و جمال فصاحت	و جمال فصاحت کے باوجود داغدار اور عجز سے
و با عجز موصوف گردانید چنانچہ در حدیث آمدہ	موصوف کیا حدیث مین ہے کہ لا احصی ثناء
لا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیکَ اَنتَ کَمَا اَثنَیتَ	علیک الخ ۔ لیکن بہہ بھی یہ نوازش ہے کہ
عَلٰی نَفسِکَ لیکن با این ہمہ نوازش است کہ	دوستون کی جبین نیاز پر داغ عجز دیکھنا
دوستان را سماء عجز بر جبین نہ پسندید و بر زبان	پسند فرمایا حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق
امیر المومنین ابوبکر راند العجز عن درک الادراک	کی زبان مبارک سے کہلوادیا کہ ادراک کے ادراک
ادراک وہمین است سر در این کہ اسماء الٰہیہ جلبہ	سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے اور یہی کل اسماء
توقیفیہ اند وسعت نی تواند یافت احدے با این کہ	الٰہیہ کے توقیفیہ ہونے کا راز ہے کسی مین ۔
تسمیہ کند حق سبحانہ را وثنا کند از نفس خود و با این ہمہ	طاقت نہین جو خود خدا کی حمد وثنا کرے
جملہ خلایق بعقول خویش می شناسند او را و بہ	پھر بھی سب اپنی عقلون سے اوسے پہچانتے
زبان خود می خوانند او را و او قبول می کند دعاے	اور اپنی زبان مین دعا مانگتے ہین اور وہ ہر
ہر یک را فافہم	ایک کی دعا قبول کرتا ہے ۔

سلہ ہین شمار کرسکتا ہون تیری تعریف جیسی کہ تو نے اپنی ذات پر تعریف کی ۱۲

قوله وَاَحرَقَت سُبُحَاتُ وَجهِهِ الکَرِیمِ اَجنِحَةَ طَائِرِ الفِکرِ وَسَدَّت تَعَزُّزًا وَجَلَالًا مَسَالِکَ الوَهمِ وَالظَّنِّ فَطَامِحُ البَصِیرَةِ تَعَظُّمًا رَاجِلًا وَلَم یَجِد مِن تَرَحِ الهَیبَةِ فِی قَضَاءِ الجَبَرُوتِ مَجَالًا فَعَادَ البَصَرُ کَلِیلًا وَالعَقلُ عَلِیلًا وَلَم یَنتَهِ اِلَی کُنهِ الکِبرِیَاءِ سَبِیلًا

اقول ۔ اَحرَقَت مشتق از احراق بمعنی سوختن سُبُحَات	احرقت احراق سے مشتق ہے جسکے معنی جلانے کی ہین سبحات

بضم سین و باء عظمت و جلال وجہ ذات آلکریم
بروزن فعیل از کرم بکریم بمعنی من کثر نفعہ و خیرہ
اجنحہ بروزن افعلہ جمع جناح بمعنی بازو و سدّت
بمعنی منعت فضاء الجبروت باید دانست کہ در اصطلاح
صوفیہ این چند الفاظ اند جبروت لاہوت ناسوت
ملکوت ۔ جبروت صیغہ مبالغہ از جبر بمعنی قہر و سلطنت
و در اصطلاح عبارت است از صفات فعلیہ چون
ایجاد و اعدام و تغیر از حالے بحالے و نیز جبروت
صفات و افعال را گویند ہمچو تخلیق و ترزیق و نزد
ابوطالب مکی جبروت عالم عظمت را گویند کہ مراد از ان
عالم صفات و اسماء الٰہیہ بود و در سراج القلوب می نویسد
کہ لاہوت عالم ذات است و جبروت عالم صفات
و ملکوت عالم ملائکہ و ارواح و ناسوت عالم حیوانات
و نباتات و جمادات انتہی و ہمچنین است در شرح طوالع
و مراد از مرتبہ لاہوت غیب مطلق و احدیت ذات
بحت و وراء الوراء کہ مبدء کل و منقطع الاشارات
است و مراد از مرتبہ ناسوت عالم شہادت است
و منتہائے تعینات کہ عبارت از اشیاء کونیہ مرکبہ
متکیفہ کہ قبول تجزّی و خرق و التیام می کنند

بضم سین و باء عظمت و جلال وجہ ذات کریم بر
وزن فعیل کرم بکریم سے بمعنی صاحب نفع و خیر کثیر
اجنحہ بروزن افعلہ جمع جناح بمعنی بازو اور سدّت
یعنی روک دیا فضاء الجبروت جاننا چاہیے کہ
اصطلاح صوفیہ میں یہ چند الفاظ ہیں جبروت لاہوت
ملکوت ناسوت ۔ جبروت جبر سے مبالغہ کا صیغہ ہے
بمعنی قہر و سلطنت اور اصطلاح میں صفات فعلیہ سے
مراد ہے جیسے ایجاد اور اعدام اور ایک حال سے دوسرے
حال میں تغیر اور صفات و افعال کو بھی جبروت
کہتے ہیں جیسے تخلیق و ترزیق اور ابوطالب مکی کے
نزدیک عالم عظمت کو جبروت کہتے ہیں جس سے
عالم صفات و اسماء الٰہیہ مراد ہیں سراج القلوب میں
ہے کہ لاہوت عالم ذات ہے اور جبروت عالم صفات
اور ملکوت عالم ارواح و ملائکہ اور ناسوت عالم حیوانات
و نباتات و جمادات انتہی اور ایسا ہی شرح طوالع میں لکھا
ہے اور مرتبہ لاہوت سے غیب مطلق و احدیت ذات بحت
و وراء الوراء و مبدء کل و منقطع الاشارات مراد ہے اور
مرتبہ ناسوت سے عالم شہادت اور منتہائے تعینات مراد
ہے یعنی اشیاء کونیہ مرکبہ متکیفہ جو تجزّی و خرق و التیام قبول کرتی ہیں

فائدۂ جلیلہ بدانکہ اول کسی کہ تکلم کرد بہ لاہوت نصارے اند کہ گفتہ اند در حق عیسیٰ علیہ السلام

تدرج اللاہوت بالناسوت بعد از ان استعمال کرد او را سفیان ثوری و اتباع او از صوفیہ۔ حاصل معنی آنکہ سوخت جلال ذات و انوار عظمت او بازوے طائران فہم را و ببست بکمال عزت و جلالت راہ وہم و فہم را کہ نمی رسد بسوے او وہم زیرا کہ ذات او عز و جل است از ادراک و افہام ما و طائران فہم و وہم نمی توانند پرید مگر در عالم امکان و پوشید شعاع بصیرت باطنی را بہ تعظیم و اجلال کہ شان نوازش کبریا ذو الجلال است و نیافت عقل از فرط ہیبت در میدان ذات بحث مجال بس باز آمد بصر کند و عقل بیمار چنانکہ بداہۃً ظاہر است کہ از نظر بر شعاع مہر چشم را بصر خیرگی می کند حاصل امر عجز از کنہ کبریائی ہیچ نہج بینائی است ہر کہ تا آنجا رسید بدولت این دولت گران مایہ عجز رسید

فائدۂ جلیلہ لفظ لاہوت پہلے پہل نصارے بولے جنھون نے حضرت عیسے علیہ السلام کے حق مین کہا

کہ تدرج اللاہوت بالناسوت پھر اس لفظ کو سفیان ثوری اور اتباع صوفیہ نے استعمال کیا غرض کہ اوس کے جلال ذات و انوار عظمت نے طائران فہم کے بازو جلا دیے اور کمال عزت جلالت سے وہم و فہم کے راستے بند کر دیے کہ وہم وہان تک نہین پہونچتا ہے کیونکہ اوسکی ذات سمجھ اور ادراک سے برتر ہے اور طایران فہم و وہم سوا عالم امکان کے نہین اوڑ سکتے اور شعاع بصیرت باطنی کو تعظیم و اجلال سے جو شان نوازش کبریا ذو الجلال ہے چھپا دیا اور عقل نے فرط ہیبت سے میدان ذات بحث مین مجال نہ پائی لہذا بصر چوندھیا کر اور عقل بیمار ہو کر واپس آئی چنانچہ بدیہی بات ہے کہ شعاع آفتاب پر نظر کرنے سے آنکھ کیسی چوندھیا جاتی ہے غرضکہ کنہ کبریائی سے عجز ہی بینائی ہے جو وہان تک پہونچا اسی کی بدولت پہونچا۔

قولہ فَسُبْحَانَ مَنْ عَزَّتْ مَعْرِفَتُہٗ کولا اتریہ و تقدست علی العقول تحدید تکبیرہٖ

اقول۔ استعمال لفظ سبحان ہر چند گونہ آمدہ است بمعنی

لفظ سبحان کا استعمال کئی طرح پر آیا ہے بمعنی

مصدر بروزن غفران و فعل ثلاثی او سبح است و
در قاموس است سبح کمنع سبحانا و سبح تسبیحا
قال سبحان الله ای تنزیها لله من الصاحبة
والولد و گاہے علم مصدر که آن تسبیح است و
درین ہنگام بروزن عثمان خواہد بود و در استعمال
اول مضاف است و در استعمال ثانی مقطوع الاضافة
پس تقدیر آنکه سبحته سبحانا اے بپاکی یاد
می کنم خدا را چنانکه متبادر بوده است و فی تاج المصادر
التسبیح خدا را بپاکی یاد کردن و معرفت و شناسائی
یعنی پاک است آن که عزیز است معرفت او اگر
نمی بود شناسانیدن خود او را ہر آئینه دشوار بود
بر عقول حد کردن و کیفیت بیان نمودن گو
کیفیت واقعی اکنون ہم کے میسر مے آید مگر این قدر
می دانیم که او خدا است و کنہش محال و اگر قدرے
دریافت شده پس عقول عرفا را که بواسطه متابعت
نبوی بدو واصل شده مقصد حاصل کرده اند و
این مرتبه نخواہد یافت مگر کسے که از ہستی موہوم برآید

مصدر بروزن غفران جس کا فعل ثلاثی سبح ہے
اور قاموس میں ہے سبح کمنع سبحانا و سبح
تسبیحا قال سبحان الله ای تنزیها لله
من الصاحبة والولد اور کبھی علم مصدر جو تسبیح
ہے اور اس وقت بروزن عثمان ہوگا اور بر استعمال
اول مضاف و بر استعمال ثانی مقطوع الاضافت
پس اصل یہ کہ سبحته سبحانا یعنی خدا کو بپاکی
یاد کرتا ہوں جیسا کہ متبادر ہے اور تاج المصادر میں
ہے کہ تسبیح خدا کو بپاکی یاد کرنا اور معرفت شناسائی
یعنی وہ پاک ہے جسکی معرفت عزیز ہے اگر اوس کو
خود پہچنوانا نہوتا تو عقول پر اوس کی تعریف مشکل
ہوتی۔ گو اب بھی واقعی تعریف نہیں ہو سکتی مگر
اتنا معلوم ہے کہ وہ خدا ہے جسکی کنہ کا ادراک محال
ہے اور اگر کچھ دریافت بھی ہوا تو عرفا ہی کو
جنھوں نے بواسطہ متابعت نبوی اوس سے
واصل ہو کر مقصود حاصل کیا اور یہ مرتبہ سوا اُسکے جو
ہستی موہوم سے چھوٹ جائے اور کوئی پا نہیں سکتا

قوله ثُمَّ أَلْبَسَ قُلُوبَ الصَّفْوَةِ مِنْ عِبَادِهِ مَلَابِسَ الْعِرْفَانِ
وَخَصَّهُمْ مِنْ بَيْنِ عِبَادِهِ بِخَصَائِصِ الْإِحْسَانِ

اقول صَفوة بهر سه حرکت حرف اول و سکون فا
و فتح واو بمعنی برگزیدگی و خلاصه کردن و صاف
شدن و برگزیده و آنچه صاف باشد از غش و
تیرگی کذا فی القاموس ملابس جمع ملبس بفتح میم
و کسرهٔ بای موحده و سین مهمله بمعنی پوشش و
لباس کذا فی الصراح و خصایص جمع خصیصه بمعنی
خو واثر ۱۲ کذا فی غیاث اللغات بعد ازین باید
دانست که شیخ رحمة الله علیه بعد از فراغ توحید آغاز
کرد نعت اصفیاء موحدین و اظهار نعمات آلهیه
خاصه برین اولیاء امت عام وارد اند و بر خاص
طائفه کرام صوفیه صادر پس می فرماید که منجمله احسان
آلهیه این که بپوشانید قلوب بندهای برگزیده را
حلهای عرفان و خاص کرد او شان را از سائر
عباد بخصایص احسان کما قال الله یحب
المحسنین و این همه انعام صوفیه را بواسطه
اتباع سید البشر محمد مصطفی صلعم است آری تا آفتاب
نبوت بر دل طالب نتابد راه مقصود خود نیابد
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله

صفوة حرف اول کی تینون حرکتون اور سکون فا
اور فتح واو بمعنی برگزیدگی اور خلاصہ کرنا اور صاف
ہونا اور وہ جو میل سے صاف ہو ۱۲ قاموس ملابس
جمع ملبس بفتح میم و کسرۂ بائے موحدہ و سین مہملہ
بمعنی پوشش و لباس ۱۲ صراح اور خصایص جمع
خصیصہ بمعنی عادت و اثر ۱۲ غیاث جاننا
چاہیے کہ حضرت شیخ رحمة اللہ علیہ نے توحید
سے فراغت پاکر نعت اصفیاء موحدین و نعمات
آلہیہ کا جو اولیائے امت پر عموماً اور طائفہ کرام
صوفیہ پر خصوصاً وارد ہین بیان شروع کیا
لہذا فرماتے ہین کہ اور خدا کا احسان یہ ہے کہ
اوس نے خاص بندون کے قلوب کو حلہائے
عرفان پہنائے اور اون کو اور بندون سے
بخصوصیت احسان مخصوص کیا چنانچہ فرمایا کہ اللہ
محسنین کو دوست رکھتا ہے اور یہ تمام بخششین صوفیہ پر
بوجہ متابعت نبوی صلعم ہین جب تک آفتاب نبوت
طالب کے دل پر نہ چمکے گا راہ مقصود نہ ملے گی چنانچہ
ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری
پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھیگا۔

قوله فصارت ضمائرهم من مواهب الانس مملوة ومرائی قلوبهم بنور القدس مجلوة

اقول ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول و سکون دوم وضم لام وتشدید واو بمعنی پر کرده شده صیغه اسم مفعول است از ملأ در اصل مملوء بود بر وزن مفعول پس همزه بواو بدل کردند و واو را در واو ادغام نمودند مملو شد و فارسیان به تخفیف هم آرند و نیز درست باشد بضم میم اول و سکون دوم و فتح لام بر وزن مکرم درین صورت نیز اسم مفعول است از باب افعال ماخوذ از ملأ بمعنی پر کردن مواهب بفتح میم و کسر ها بمعنی بخششها یعنی حق سبحانه بسبب فضل عظیم و کرم عمیم خود قلوب عرفا را لباس عرفان پوشانید و به خصایص احسان مخصوص کرد و ضمایر اوشان مملو از مواهب الٰهی و آئینه قلوب شان از نور قدس مجلی شدند و انس سکون مع الله و باو اشتغال در جمیع احوال را گویند از روے محبت و اشتیاق ادنایش این که اگر سالک در دوزخ افگنده شود انس او مکدر نشود و مؤید این قول حضرت شیخ جنید در حال ارباب وجد

ضمائر جمع ضمیر بمعنی دل مملو بفتح اول وسکون دوم وضم لام وتشدید واو ملأ سے ماخوذ اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی بھرا ہوا اصل مین مملوء مفعول کے وزن پر تھا ہمزہ کو واو سے بدل دیا اور واو کو واو مین ادغام کر دیا مملو ہوا اور فارسی والے بہ تخفیف بھی لاتے ہین اور بضم میم اول وسکون دوم وفتحہ لام مکرم کے وزن پر بھی ٹھیک ہے اور اس صورت مین بھی اسم مفعول ہے باب افعال سے ماخوذ ملأ سے جس کے معنے بھرنے کے ہین۔ مواہب بفتحہ میم وکسرہ ہا بمعنی بخششین یعنی حق سبحانہ نے اپنے فضل وکرم سے قلوب عارفین کو عرفان کے لباس پہنائے اور بخصایص احسان مخصوص کیا اور انکے ضمائر مواہب الٰہی سے بھر گئے اور آئینۂ قلوب نور قدس سے روشن ہو گئے اور انس سکون مع الٰہی اور اوس مین ہر وقت مشغول رہنے کو کہتے ہین جسکا ادنے درجہ یہ ہے کہ اگر سالک دوزخ مین پھینکا جائے تو اسکا انس مکدر نہو اور اسکی تائید مین حضرت جنید کا یہ ارشاد ہے جو ارباب وجد

وحال می فرماید که وجد واجد آنگه راست است
که شمشیر بر رو خورد و ادراک نکند و نشان صدق
حال همین است زیرا که واردات غیبیه دل سالک
را چنان می رباید که وجود دران حال بے بود محض
گردد و فے الواقع همین مصداق قول صاحب
گلشن راز ملا محمود چپستری است در تعریف عشق
که العشق نار یحرق ما سوی المحبوب و
درین زمانه این از نوادر است کاتب الحروف
از حضرت جدی واستادی مولانا شاه تقی علی قلندر
قدس سره شنیده است که حضرت خواجه حسن
مودودی چشتی را که از یاران قدوة الاعاظم حضرت
شاه محمد کاظم قلندر بودند یک بار بر دہلی دروازہ لکھنؤ
مجلس سماع گرم بود حالتے درگرفت دران حال خود را
از بالاے دروازه بزیر انداختند مریدیکه زیر آن
استاده بود جان فداے پیر کرده بر هر دو دست
اوشان را نگهداشت و ایشان را خبرے نه شد و نیز
میفرمودند که یک بار بر تکیه شریفه در عرس حضرت
شاه محمد کاظم قلندر حضرت خواجه حسن را حالتے در ربود
در باغ بکلوا متصل درگاه عالی جاه حضرت پیر و مرشد

وحال کے بارہ مین ہے کہ واجد کا وجد اوس وقت
ٹھیک ہے کہ جب تلوار منہ پر کھائے اور ادراک نہ کرے
اور حال سچے ہونے کا نشان بھی یہی ہے کیونکہ واردات
غیبیہ سالک کے دل کو ایسا اڑا لیجاتے ہین کہ اوس وقت
وجود بے بود محض ہوتا ہے اور واقعی اسی کا مصداق
صاحب گلشن راز ملا محمود چپستری کا قول متعلق عشق
ہے کہ عشق وہ آگ ہے جو ماسواے محبوب کو جلادے
اور اس زمانے مین یہ بہت کم ہے۔ مین نے اپنے
جد و استاد حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر سے سنا
ہے کہ حضرت خواجہ حسن مودودی چشتی کو جو
حضرت قدوۂ اعاظم شاہ محمد کاظم قلندر کے بڑے
دوست تھے ایک بار دہلی دروازہ لکھنو پر مجلس
سماع مین ایسی کیفیت ہوئی کہ دروازہ پر سے
پھاند پڑے وہان نیچے اون کا ایک مرید کھڑا تھا
اوسنے اپنی جان اون پر فدا کی اونکو اپنے ہاتھوں پر
روک لیا گران کو کچھ خبر نہ ہوئی نیز فرماتے تھے کہ ایک
بار تکیہ شریف پر حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کے
عرس مین حضرت خواجہ حسن صاحب کو حال آیا
بکلوا باغ مین جو حضرت صاحب کی درگاہ کے متصل ہے

برحق شاہ تراب علی قلندر بشاخ درختے تا دیر
آویختند مور چها گزیدند و ایشان را حس نبود و هم
در مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی منقول است کہ روزے
مجلس سماع قائم بود مولانا را حالتے در گرفت خود را
در دجلہ انداختند و ہشت روز غرق ماندند صرف
دستے نمایان بود و ہنگامہ سماع بہمان طور برپا ماند
انتہی در کتب قوم مذکور است کہ مراد از وجد واردیست
کہ از حق بر دل آید و باطن را از ہیبت خود بگرداند
باحداث وصفے غالب چون حزنے یا فرحے
جنید گفتہ الوجد انقطاع الاوصاف عند
سمة الذات بالسرور و ابو العباس عطا گفتہ
الوجد انقطاع الاوصاف عند سمة الذات
بالحزن و صاحب وجد کسے بود کہ ہنوز از
حجب صفات نفسانی بیرون نیامدہ باشد و
بوجود خود از وجود حق محجوب بود و گاہ گاہ فرجہ در
حجاب او پدید آید و از انجا پرتوے از نور وجود حق
برو تابد و او را در یابد و بعد از ان دیگر بارہ حجاب
منطبق شود و موجود مفقود گردد پس وجد متوسط بود

ایک آم کے درخت مین لپٹ گئے اور دیر تک
لپٹے رہے اور چیونٹے کاٹا کیے مگر اون کو کچھ حس نہ ہوا
نیز مناقب العارفین ملفوظ حضرت مولانا جلال الدین
رومی مرتبہ شمس الدین افلاکی مین ہے کہ ایک روز
مجلس سماع مین مولانا پر ایک ایسی حالت طاری
ہوئی کہ دجلہ مین پھاند پڑے اور آٹھ روز غرق رہے
صرف ایک ہاتھ نکلا رہا اور سماع بدستور ہوا کیا
انتہی کتب قوم مین مذکور ہے کہ وجد سے وہ وارد
مراد ہے جو حق سے دل پر آوے اور باطن کو اپنی ہیبت
سے بوجہ حدوث کسی وصف غالب مثل حزن و فرح کے
پھیر دے حضرت جنید فرماتے ہین کہ وجد وہ ہے کہ
واجد کے تمام اوصاف اوس وقت بوجہ سرور منقطع
ہو جائین اور ابو العباس عطا کہتے ہین کہ واجد کے
تمام اوصاف بوجہ حزن اوس وقت منقطع ہو جائین اور
واجد وہ ہے جو صفات نفسانی کے حجاب سے نکلا نہو اور
بوجہ اپنے وجود کے وجود حق سے محجوب ہو اور کبھی کبھی اوسکے
حجاب مین فرجہ ہو جاتا ہو اور وہان پر تو نور وجود حق اوس پر پڑتا
اور اوسے بیخود کرتا ہو اور پھر دوسری بار حجاب برابر ہو اور موجود گم
ہو جاوے تو وجد وجد سابق و فقد لاحق مین واسطہ ہوتا ہے

میان وجد سے سابق وفقد سے لاحق ومراد از
وجود آنکه وجود واجد در غلبهٔ نور شهود موجود غائب
وناچیز گردد چنانکه جنید گفته وجودی ان
اغیب عن الوجود بما یبدو علی من الشهود
پس وجد صفت محدث بود ووجود صفت قدیم
واشاره بدین معنی است قول ذوالنون الوجود
بالموجود قایم والوجد بالواجد قایم وبیان
این سخن آن که صاحب وجد هنوز از وجود خود
فانی نشده باشد پس واجد او بود ووجد بوے
قائم وصاحب وجود از وجود خود بکلی فانی شده باشد
وبوجود موجود یعنی حق تعالے قائم وباقی باشد
پس صاحب وجود نه ذات واجد بود یعنی ذات
شده بل ذات موجود یعنی ذات حق ووجود بوے
قائم وبنابرین معنی واجد بحقیقت فاقد وجود خود بود
وفاقد واجد وجود چنانچه شبلی گفته اذا ظننت انی
فقدت فحینئذ وجدت واذا حسبت
انی وجدت فقد فقدت هرکه برویت
وجد خود از شهود وجد موجود محجوب شود در وے طرب
پدید آید وهرکه بشهود وجد موجود از رویت وجد خود

اور وجود سے یہ مراد ہے کہ وجود واجد موجود کے
غلبۂ نور شہود میں غائب ہوجائے چنانچہ
حضرت جنید فرماتے ہین کہ میرا وجود وجود سے غائب
ہونے پر اپنے شہود سے ہوتا ہے تو وجد حادث
کی اور وجود قدیم کی صفت ہوئی حضرت ذوالنون
مصری کے اس ارشاد مین اسی طرف اشارہ ہے
کہ وجود موجود مین اور وجد واجد مین قائم ہے
یعنی صاحب وجد جب تک اپنے وجود سے فانی
نہ ہوگا واجد کہلائیگا اور وجد اوس مین قائم ہوگا
اور صاحب وجود اپنے وجود سے فانی اور وجود
برحق کے وجود سے باقی ہوگا تو صاحب وجود
ذات واجد نہوگی بلکہ ذات موجود اور وجود
اوس مین قائم ہوگا اور اسی لیے حقیقتا واجد
وہ ہے جو اپنا وجود کھودے چنانچہ حضرت
شبلی فرماتے ہین کہ جب مین اپنے کو گم سمجھتا ہون
تو موجود ہوتا ہون اور جب موجود سمجھتا ہون
تو مفقود ہوتا ہون جو شخص اپنے وجد کو دیکھنے
کے سبب سے موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے سے محجوب ہوجاتا
اوسمین طرب ظاہر ہوتا ہی اور جو شخص کہ موجود حقیقی کے وجد کو دیکھنے

مفقود گردد محل طرب از وے ساقط شود چنانکہ
مضمون قول جنید دال برآن ست کہ قد کان
یطربنی وجدی فافقدنی عن رویة الوجد
من فی الوجد موجود والوجد یطرب
من فی الوجد لہ راحة والوجد عند حضور
الحق مفقود و وجد مقدمۂ وجود است چہ
ہر وجدے در فتح قلعۂ وجود بشری مثابہ منجنیقے است
از عالم جاذبۂ الٰہی منصوب تا چون قلعۂ وجود مسلم شود
وجد وجود گردد پس نہایت وجد بدایت وجود
بود یعنی وجود وجد سبب فقد وجود واجد است
و فقد وجود واجد شرط وجود موجود چنانچہ ابوالحسین
نوری گفتہ الوجد فقد الوجود بالموجود
و آنچہ شبلی گفتہ الوجد اظہار الموجود وبالجملہ
اسقاط اضافت وجد بخود عین توحید است
و اضافت آن بحق محض جحود چنانچہ بایزید
گفتہ کہ ذکر وجدی جحود توحیدی و
درین معنی شبلی راست الوجد عندی جحود
ما لم یکن عن شہود وشاہد الحق عنی
ینفی شہود الوجود چنانکہ وجد مقدمۂ وجود ست

کے سبب سے اپنے وجد کو نہین دیکھتا اوسمین طرب نہین
پایا جاتا چنانچہ حضرت جنید کا ارشاد ہے کہ کبھی میرا وجد
مجھکو خوش کرتا ہے تو مجھے رویت وجد سے کھو دیتا ہے
اور وجد اوس کو خوش کرتا ہے جسکو وجد مین راحت
ہوتی ہے اور حضور حق مین وجد مفقود ہے اور وجد
مقدمہ وجود ہے کیونکہ ہر وجد قلعۂ وجود بشری کے
فتح مین بمنزلہ منجنیق ہے جو عالم جاذبہ الٰہی سے نصب
کیا جاتا ہے جسکے فتح ہوجانے پر وجد وجود ہو جاتا ہے
پس انتہائے وجد ابتدائے وجود ہوئی یعنی وجود وجد
وجود واجد کے گم ہونے کا سبب ہے اور فقد وجود واجد
شرط وجود موجود حضرت ابوالحسین نوری کے اس ارشاد
مین اسی طرف اشارہ ہے کہ موجود سے وجود کے گم ہو جانے
کو وجد کہتے ہین یا حضرت شبلی نے فرمایا کہ وجد اظہار موجود ہے
غرضکہ اپنی طرف وجد منسوب نہ کرنا عین توحید ہے اور حق
کی طرف منسوب کرنا عین انکار چنانچہ حضرت بایزید نے
فرمایا کہ میرے وجد کا ذکر میری توحید کا انکار ہے اور ایسا
ہی حضرت شبلی فرماتے ہین کہ جب تک وجد شہود سے نہو
انکار ہے اور میرے نزدیک حق کا مشاہدہ شہود وجود کی
نفی کرتا ہے اور جیسے وجد وجود کا مقدمہ ہے

تواجد مقدمۂ وجد است ومعنی تواجد استدعاء
واستجلاب وجد است بطریق تذکر یا تفکر یا تشبہ
با اہل وجد در حرکات وسکنات بدلالت صدق
وہر چند تواجد صورتاً تکلف است وتکلف مخالف
صدق ولیکن چون نیت متواجد در صورت تواجد
توجہ کلی بود از برائے قبول امداد فیض رحمانی
وتعریض حقیقی از جہت اشتیاق نفحات ربانی
منافی صدق نبود وشریعت درین باب اجازت
دادہ است بلکہ امر کردہ کہ ابکوا فان لم تبکوا
فتباکوا تواجد صفت اہل بدایت بود وجد
حال اہل سلوک ووجود حال اہل وصول
واللہ اعلم اے برادر ارباب وجد را حال این ست
اما وجدیکہ درین زمانہ فقرائے جہال قرار دادہ اند
ومرتکب آن می شوند ہرگز حال نیست اہل دل را
موجب ملال توان گفت پس واجدین را اگر
لاعبین گویند سزاوار ومواہب الٰہیہ انوار ربانیہ
را گویند ومکاشفات انوار سبحانیہ ادنٰی آن
کشف انوار کائنات است واستغراق بنور شاہد
وحدت صاحب این صفت بر مغیبات

ویسے تواجد وجد کا مقدمہ ہے تواجد کے معنے یہ ہین
کہ بطور ذکر و فکر یا مشابہت با اہل وجد بحرکات و
سکنات سچائی سے وجد طلب کیا جائے اگرچہ بظاہر
تواجد تکلف ہے جو مخالف صدق ہے مگر چونکہ
اس صورت مین اوس کی نیت امداد فیض رحمانی
اور نفحات ربانی قبول کرنے کی ہوتی ہے لہذا سچائی
کے خلاف نہین اور شریعت نے بھی اس کی اجازت
بلکہ حکم دیا ہے کہ روؤ اور اگر نہ روؤ تو رولاؤ۔ تواجد
مبتدی کی صفت ہے اور وجد اور وجود اہل
سلوک و اہل وصول کا حال ہے واللہ اعلم
لیکن جو وجد آج کل کے جاہل فقیرون کو
ہوتا ہے یہ ہرگز حال نہین ہے بلکہ اہل دل
کا سبب ملال ہے اس زمانے کے اہل وجد
کو اگر لاعبین کہین تو زیادہ بہتر ہے۔ اور
مواہب الٰہیہ انوار ربانیہ و مکاشفات
اسرار سبحانیہ کو کہتے ہین جس کا ادنے
درجہ کشف انوار کائنات و
استغراق بنور شاہدۂ وحدت ہے ایسا
ہی شخص مخفی امور کا عالم ہوتا ہے

خبر وا می گردد وبا قوال انا الحق وسبحانی ما اعظم شانی گویا می شود وعبادت می کنند معبود را بحقیقت ومشاہدہ بنور احسان کما قال علی کرم اللہ وجہہ لا اعبد ربا حتی لم اراہ

اور اَنَا الْحَق وسُبْحَانِی مَا اَعْظَمُ شَانِی[1] کہنے لگتا ہے اور معبود برحق کی عبادت حقیقی اور نور احسان کا مشاہدہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مین نے خدا کی عبادت نہین کی جب تک اوسکو دیکھ نہین لیا

قوله فَتَهَيَّأَتْ لِقَبُوْلِ الْاِمْدَادِ الْقُدْسِيَّةِ وَاسْتَعَدَّتْ لِوُرُوْدِ الْاَنْوَارِ الْعُلْوِيَّةِ

اقول ہرگاہ کہ قلوب صوفیہ بمواہب انس وبنور قدس مجلو شدند برائے قبول امداد قدسیہ وورود انوار علویہ مستعد شدند لازم شد اوشان را درین حال کشف ومشاہدہ ودفت شان وقت لی مع اللہ وحال ومقام آنہا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ گردید گویا حق در جمال ایشان تجلی کرد پردہ از جمال وجلال خود برداشت

جب قلوب صوفیہ مواہب انس سے بھر گئے اور نور قدس سے روشن ہو گئے تو امداد قدسی انوار علوی قبول کرنے کو مستعد ہو گئے اور اس وقت کشف ومشاہدہ اون کو حال ہو گیا اور اون کا وقت لی مع اللہ اور حال ومقام فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ[2] ہو گیا گویا حق نے اونمین تجلی کی اور اپنے جمال وجلال سے پردہ اوٹھا دیا۔

قوله وَاتَّخَذَتْ مِنْ اَنْفَاسِ الْعِطْرَةِ بِالْاَذْكَارِ جُلَّاسًا وَاَقَامَتْ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ مِنَ التَّقْوٰى حُرَّاسًا وَاشْتَعَلَتْ فِیْ ظُلَمِ الْبَشَرِيَّةِ مِنَ الْيَقِيْنِ نِبْرَاسًا

اقول عطر بالکسر بوے خوش وعطار خوشبو فروش جلاس جمع جلیس تقوے بمعنی پرہیزگاری کردن ودر شرع عبارت است از ارتکاب اوامر اجتناب نواہی حراس جمع حارس بمعنی نگہبان نبراس ونبرس بمعنی چراغ یعنی گرفتند قلوب صوفیہ از انفاس

عطر بکسر خوشبو عطار خوشبو فروش جلاس جمع جلیس تقوے پرہیزگاری اور شرعًا اوامر کا ارتکاب اور نواہی سے اجتناب کرنا حراس جمع حارس نگہبان نبراس نبرس چراغ یعنی قلوب صوفیہ نے بوجہ انفاس

[1] پاک ہون مین کیا بڑی میری شان ہے ۱۲
[2] جدہر تم موبنہ پھیرو ادہر ہی اللہ کا موبنہ ہے ۱۲

معطرہ و معنبرہ بدولت پاس انفاس و دیگر اذکار
شرف انا جلیس من ذکرنی و در حدیث
انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن
مراد ازین دوام ذکر است و آراستند ظاہر و باطن
را از تقوے و متقی گردیدند و خلعت ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم پوشیدند ظاہر ایشان از
شریعت آراستہ و باطن بطریقت پیراستہ
شریعت پوست مغز آمد حقیقت بمیان این و
آن باشد طریقت یعنی شریعت کہ احکام ظاہر
است نسبت با طریقت کہ روش خاص ارباب
حال و مکاشفات ست بمثابہ پوست است و
طریقت لب لباب در کتاب اسرار المعانی است
کہ شریعت حکم نبویست اقوال وے و طریقت
افعال وے و حقیقت احوال وے در کتاب
مناقب شیخ سعد بن ابو الخیر است کہ علم زبان علم
شریعت است و علم دل علم طریقت و کمال درجہ
مرد کامل بہ تحصیل ہر دو اصل موقوف است و نیز
مشایخ فرمودہ اند کہ ہر حقیقت را کہ شرع رد کند

معطرہ و معنبرہ کے پاس انفاس و دیگر اذکار کی بدولت
انا جلیس من ذکرنی کا شرف پایا اور
حدیث انی لاجد الخ[۲] سے دوام ذکر ہی مراد
ہے اور ظاہر و باطن تقوے سے آراستہ کرکے
متقی ہوے اور ان اکرمکم الخ[۳] کا خلعت پہنا
ان کا ظاہر شریعت سے آراستہ اور باطن طریقت
سے پیراستہ ہے۔ شریعت پوست اور حقیقت
مغز ہے اور ان دونون کے درمیان طریقت
ہے۔ شریعت یعنی احکام ظاہری بہ نسبت طریقت
جو خاص ارباب حال و مکاشفات کی روش
ہے پوست کی طرح ہے اور حقیقت لب لباب
کتاب اسرار المعانی مین ہے کہ شریعت حکم
و اقوال اور طریقت و حقیقت افعال و احوال
نبوی کو کہتے ہین کتاب مناقب شیخ سعد ابن
ابو الخیر مین ہے کہ علم زبان علم شریعت اور علم دل
علم طریقت ہے اور کامل کا کمال ان دونون
کے حصول پر موقوف ہے۔ نیز مشائخ
فرماتے ہین کہ جس حقیقت کو شرع رد کرے

۱؎ مین ہمنشین ہو سکا ہون جو مجھے یاد کرتا ہے ۱۲ ۲؎ بے شک مین نفس رحمن یمن کی طرف سے پاتا ہون ۱۲
۳؎ تم مین سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہو ۱۲

پس او بے دینی است و بعضے گفتہ اند ہر کہ معاملہ
باحق بحقیقت و باخلق بشریعت کند صدیق است
وہر کہ معاملہ باحق بشریعت و باخلق بطریقت کند
یعنی بباطن مطابق شرع باشد و بظاہر مطابق
شریعت نبود پس از دین حق برگشتہ است و ہر کہ
معاملہ باحق و بخلق بشریعت کند یعنی ظاہر و
باطن ہر دو مطابق شریعت۔ او صوفی است
قدوۂ قلندران نام آور حضرت شاہ نجا قلندر در
ملفوظے بشاہ عبدالرسول کچھندوی نوشتہ اند
اے برادر عارف کسے ست کہ سر مو شریعت از
وے فوت نشود و ہرگز در وجود نیاید چیزے کہ خلاف
مرضی خدا و رسول او ست دوستان خدا ہر چند
در عالم سکر باشند لیکن از ایشان چیزے صادر نشود
کہ خلاف شریعت باشد حضرت شیخ محی الدین ابن
عربی را مدتے در سکر گذشت و از ایشان حرکتے
خلاف شرع نہ شد و بدستور نماز و روزہ وغیرہ
می کردند و از آن خبر نمی داشتند و صدیق آنست
کہ سر مو از متابعت نبوی مخالفت نہ ورزد
ہر کہ متابع تر مرتبۂ او عالی تر و ہر چند کسے عابد

وہ بے دینی ہے اور بعض کے نزدیک جو شخص حق
سے بحقیقت اور خلق سے بشریعت معاملہ کرے وہ
صدیق ہے اور جو خدا سے بشریعت اور خلق سے
بطریقت معاملہ کرے یعنی باطنًا تو شرع کے مطابق ہو
اور ظاہرًا نہو وہ گمراہ ہے اور جو شخص حق و خلق
دونوں سے بشریعت معاملہ کرے یعنی ظاہر و باطن
دونوں شریعت کے مطابق ہوں وہ صوفی ہے
سرگروہ قلندران نام آور حضرت شاہ نجا قلندر نے
ایک مکتوب میں حضرت شاہ عبدالرسول کچھندوی
کو لکھا ہے کہ عارف وہ ہے جو سر مو شریعت سے
تجاوز نہ کرے اور نہ اوس سے کوئی امر خدا و رسول
کی مرضی کے خلاف ہو دوستان الٰہی اگرچہ عالم سکر
میں رہتے ہیں لیکن اون سے خلاف شریعت
کوئی بات نہیں ہوتی حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی ایک مدت تک سکر میں رہے مگر اونسے
خلاف شریعت کوئی بات نہوئی بدستور نماز و روزہ
وغیرہ کرتے رہے اور بے خبر رہے اور صدیق وہ ہے
جو سر مو متابعت نبوی سے مخالفت نکرے جو زیادہ پیرو
ہوگا اوس کا مرتبہ بھی زیادہ ہوگا اور اگر کوئی زاہد و عابد

زاہد و متقی باشد تا کہ با خود است از خدا دور است
و از لذت عبادت مہجور و محروم و ہر کسیکہ دعوے
معرفت کند و از معانی مذکورہ خالی باشد
محض مدعی و کذاب است انتہے۔ بخلاف فقراے
این زمانہ کہ ہوا را شریعت نام کردہ اند و طلب جاہ و
ریاست و تکبر را علم و مجادلہ را مناظرہ و محاربہ و
سفاہت را عظمت و نفاق را زہد و تمنی را ارادت
و ہذیان طبع را معرفت و حرکات دل و حدیث
نفس را محبت و الحاد را فقر و زندقہ را فنا و ترک
شریعت را طریقت۔ و محی الدین ابن حسن رضوی
در ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی می نویسند کہ
گروہے از ملاحدہ گویند کہ خدمت چندان باید کرد
کہ بندہ ولی گردد چون ولی حق شود احکام بندگی
از و ساقط گردند و این جہالت و ضلالت است
نہ بینی کہ آنحضرت کہ موصوف بجملہ کمالات بود از
وے احکام بندگی ساقط نشد بلکہ فرمان و اعبد
ربک حتی یاتیک الیقین رسید از دیگرے
کجا ساقط می شود ہر چند قرب زیادہ تر بندگی زیادہ
لیکن چون در مقام ولایت رسد و در تجلی حضور

و متقی ہے مگر خودی مین گرفتار ہے وہ خدا سے دور
اور لذت عبادت سے محروم ہے اور جو کوئی دعوے
معرفت کرے اور اوس مین یہ باتین نہ پائی جائین
وہ جھوٹا و مدعی ہے انتہے بخلاف اس زمانہ کے فقیرون
کے جنھون نے خواہشات کا نام شریعت اور طلب جاہ
و ریاست و تکبر کا علم اور مجادلہ کا مناظرہ و محاربہ اور
سفاہت کا عظمت اور نفاق کا زہد اور تمنی کا ارادت
و ہذیان طبع کا معرفت اور حرکات دل و حدیث نفس
کا محبت اور الحاد کا فقر اور زندقہ کا فنا اور ترک
شریعت کا نام طریقت رکھ لیا ہے محی الدین ابن حسن
رضوی ملفوظ حضرت شاہ مینا لکھنوی مین لکھتے ہین کہ
ملحدون کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اتنی خدمت کرنا
چاہیے کہ بندہ ولی ہو جاے جب ولی ہو جائیگا تو بندگی
کے احکام اوس سے ساقط ہو جائینگے یہ خیال سراسر
جہالت و گمراہی کا ہے جب آنحضرت صلعم ہی سے جو جامع
کمالات تھے احکام بندگی ساقط نہوے بلکہ حکم ہوا کہ اپنے
رب کی عبادت کرو جبتک یقین (یعنی موت) نہ آئے
تو پھر دوسرے کیسے ساقط ہو سکتے ہین جتنا قرب زیادہ ہوگا
اوتنی بندگی زیادہ ہوگی مگر مقام ولایت اور تجلی حضوری پر

باشد کلفت تکلیف از و ساقط شود نہ آنکہ نفس تکلیف
از وی برود و در عبادت مشقت نباشد بلکہ راحت
بود و بے عبادت ماندن نتواند و نیست مقام مر
بندہ را کہ ساقط شود از وی آداب شریعت کہ
در آداب حرمت و تعظیم قرب بار آرد در شاہان
و نیز ہمچنین ہر کہ با ملوک با ادب است او قریب است
و ہر کہ بے ادب است دور۔ نہ بینی کہ آدم علیہ السلام
اگرچہ زلت داشت بہ بجا آوردن ادب کہ ربنا
ظلمنا انفسنا مقبول گشت و ابلیس لعین اگرچہ
طاعت داشت بہ ترک ادب انا خیر منہ
مردود گشت انتہیٰ و معنی دیگر این کہ صوفیہ
بہ نور یقین در ظلمت بشریت چراغ عرفان روشن
کردند با ہمہ و بے ہمہ کہ مقام خاص رسول الٰہی
ماند ہٰکذا وقع فی خاطری۔

پہونچنے سے کلفت تکلیف جاتی رہتی ہے نہ نفس تکلیف
اور عبادت میں بجائے مشقت آرام ہوتی ہے بلا عبادت
کے وہ رہ نہیں سکتا۔ کوئی مقام ہی ایسا نہیں جس میں
اوس سے آداب شریعت ساقط ہو جائیں اسی طرح
جو شخص بادشاہوں کے حضور میں با ادب ہے وہی
زیادہ مقرب ہے اور جو بے ادب ہے وہ زیادہ دور
حضرت آدم علیہ السلام سے اگرچہ لغزش ہوئی مگر
بوجہ اختیار ادب ربنا ظلمنا انفسنا[1] مقبول
ہوئے اور شیطان باوجود طاعت بوجہ بے ادبی
انا خیر منہ مردود ہوا انتہیٰ اور دوسرے
معنے یہ ہیں کہ صوفیہ نے بہ نور یقین ظلمت بشریت
میں چراغ عرفان روشن کیا اور با ہمہ و
بے ہمہ رہے جو خاص مقام رسول الٰہی ہے
ایسا ہی میرے دل میں گذرا۔

قولہ واستحقرت فوائد الدنیا ولذاتہا وانکرت مصائد الھویٰ وتبعاتھا

اقول یعنی حقیر دانستند قلوب صوفیہ لذات و
فوائد دنیاوی را و ناخوش پنداشتند شکارگاہ
ہوا حس وغیرہ را مصاید جمع صید خلاف قیاس
چنانکہ محاسن جمع حسن است کذا فی غیاث اللغات

یعنی قلوب صوفیہ نے لذات و فوائد دنیاوی کو
حقیر جانا اور شکارگاہ ہوا حس وغیرہ کو ناپسند
کیا۔ مصائد جمع صید خلاف قیاس جس طرح
محاسن جمع حسن ہے ۱۲ غیاث اللغات

[1] اے پروردگار ہم نے اپنی ذاتوں پر ظلم کیا ۱۲

فہم زاہدون فی الدنیا و راغبون فی	تو وہی لوگ دنیا مین زاہد اور آخرت مین راغب
الاخرۃ والفارون من الہوی الی الہدی	اور ہوٰے سے ہدایت کی طرف ہارب اور
والمعرضون عما سوی اللہ والمخلصون	ما سوے اللہ سے معرض اور اللہ سے مخلص ہین
باللہ وہمین طریقۂ مشایخ کبار است کہ بکمال	اور یہی اون بزرگون کا طریقہ ہے جو بہ کمال
متابعت نبوی بمرتبۂ کمال واصل گشتہ اند	متابعت نبوی مرتبۂ کمال پر پہونچے ۔

قولہ وَامْتَطَيْتُ غَوَارِبَ الرَّغَبُوْتِ وَالرَّهَبُوْتِ فَاسْتَفْرَشَتْ بِعُلُوِّ هِمَّتِهَا بِسَاطَ الْمَلَكُوْتِ

اقول الامطاء بارگیر ساختن وصوفیہ بارگیر خود	امطاء بارگیر بنانا اور صوفیہ نے اپنا بارگیر خوف
ساختند بلندی خوف ورجا را اے لطافت	ورجا کی بلندی کو بنایا یعنی لطافت انوار خوف
انوار خوف ورجا مراکب ایشانند وگستر انیدند	ورجا اون کی سواریان ہین اور اپنی عالی ہمتی
بعلو ہمت بساط ملکوت را یعنی سیر شان بر بساط	سے اونھون نے بساط ملکوت بچھائی ۔ یعنی
ملکوت ست در شرح عوارف ست کہ والملکوت	اون کی سیر بساط ملکوت پر ہے شرح عوارف مین
بحر صفواتی وفضاء نورانی بعرش المجید	ہے کہ ملکوت عرش مجید مین بحر صفواتی وفضا نورانی
والجنۃ خزینتہا والملائکۃ حملتہا احلقوا	ہے جسکا خزانہ جنت ہے اور ملائکہ حامل ہین جس مین
فیہ منہ مکانہم ومعاشہم ہو وہو	اونھون نے حلقہ کیا اور وہی ونکا مکان اور وہی اونکی
فراش العارف الربانی والمقرب السبحانی	معاش ہے اور وہ عارف ربانی ومقرب سبحانی کا فرش ہے

قولہ وَامْتَدَّتْ اِلَى الْمَعَالِي اَعْنَاقُهَا وَطَمَحَتْ اِلَى اللَّامِعِ الْعُلْوِيِّ اَحْدَاقُهَا

اقول یعنی دراز شدند بسوے بلندیہاے احدیت	یعنی رفعت احدیت ومعارج صمدیت کی
ومعارج صمدیت گردنہاے شان و بردا شتند	طرف اون کی گردنین بڑھین اور لوامع بلند

بجانب لوامع بلند چشمها و مراد از لامع علوی نور
تجلی است از تجلیات ذات و صفات و افعال
و روح را نیز تجلی هست و حیات عالم از تجلی روح
بوده است و احداق بصر تابع احداق بصیرت
است و اعتبار بصیرت راست نه که بصر را چه
بصیرت آنکه انچه بیند بیند و غمض بصر مانع آن
شهود و از ینجاست که او را یقین و مشاهده خوانند
نه رویت و اما انچه که گفته اند که در آخرت اعتبار
بصرست نه بصیرت آن هم راست است بصر
آنجا بمعنی بصیرت است زیرا که بصیرت غیر بصر
است پس حکم با لرویت و ارتفاع حجاب بالکلیه
و عیان محض غیر بصیرت را نخواهد بود فاعرفه
فَاِنَّهٗ حَسَنٌ بَدِیْعٌ

کی جانب اون کی نگاہین اوٹھین اور لامع
علوی سے تجلیات ذات و صفات و افعال
کا نور تجلی مراد ہے اور روح کے لیے بھی تجلی ہے
حیات عالم تجلی روح ہی سے ہے اور حدقہ
بصر تابع حدقہ بصیرت ہین اور اعتبار بصیرت ہی
کا ہے نہ بصر کا کیونکہ بصیرت وہ ہے جس کی
دید مین آنکھ بند ہونا مانع نہوا اور اسی لیے اوس کو
یقین و مشاہدہ کہتے ہین نہ رویت اور یہ جو کہا
ہے کہ آخرت مین بصر کا اعتبار ہوگا نہ بصیرت کا
یہ بھی ٹھیک ہے وہان بصر بمعنی بصیرت ہے
کیونکہ بصیرت غیر بصر ہے تو حکم رویت و رفع حجاب
و عیان محض بصیرت ہی کو ہوگا۔ اسے سمجھو کہ یہ
بہت نادر ہے۔

قوله وَاتَّخَذْتَ مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰى مُسَامِرًا وَمُحَاوِرًا وَمِنَ النُّوْرِ الْاَعَزِّ الْاَقْصٰى مُزَاوِرًا وَمُجَاوِرًا

اقول حاصل این که مونس و محب خواهند بود
برای اوشان از فضل ایزدی ملأ اعلی که
فرشتگان مقرب اند و خواهند گشت بنور حق
متواصل و متلاحق و بدوام مشاهده با حق و مؤانست

یعنی محض خدا کے فضل سے فرشتگان مقرب
اون کے مونس و محب ہون گے اور وہ نور حق
مین واصل و لاحق ہون گے اور بدوام مشاہدہ
حق و موانست۔

ومکالمہ در تسبیح وتہلیل چون ملائکہ خواہند بود
ملأ اعلی بفتح میم ولام ودر آخر الف بصورت یا
گروہ فرشتگان مقرب در عالم علوی چہ ملأ
بفتحتین بروزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف
واعلی بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر بمعنی قصہ گو
محاور سخن گو مزاور زیارت کنندہ مجاور نزدیک

ومکالمت وتسبیح وتہلیل ملائکہ کی طرح ہونگے
ملأ اعلی بفتح میم ولام اور آخر مین الف بصورت
(ی) عالم علوی کے فرشتگان مقرب کیونکہ ملأ
بفتحتین بروزن فعل بمعنی گروہ مردم اشرف
واعلی بمعنی صیغہ اسم تفضیل مسامر قصہ گو محاور سخن گو
مزاور زیارت کرنے والا مجاور نزدیک ۔

قوله اَجْسَادٌ اَرْضِيَّةٌ بِقُلُوْبٍ سَمَاوِيَّةٍ وَاَشْبَاحٌ فَرْشِيَّةٌ بِاَرْوَاحٍ عَرْشِيَّةٍ

اقول اولا بدانکہ خواست شیخ کہ بعد توحید ونعت
اصفیا بیان کند نعت وصف اوشان را در ظاہر
وباطن وبیان طریقہ وصحت عقول در احوال
صحت اقوال وکمال وجمال در اتباع طریقہ
اینہا کہ العلماء ورثة الانبیاء لیس فرمود کہ
اوشان بجسد بنا بر ترکیب آن از عناصر پست اند
وقلوب کہ محل نزول اسرار خداوندیست سماوی
اند یعنی بلند وظاہر اجسام شان گرچہ خاکی است
مثل اجسام غیر ولے در باطن اجسام اوشان بآنہا
برابر اند اشباح جمع شبح بفتحتین ودر آخر حاے
مہملہ بمعنی شخص وجسم وکالبد کذا فی القاموس و
صاحب منتخب ومدار نیز بفتح نوشتہ ۔

پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ جب حضرت شیخ نے
توحید ونعت اصفیا کے بعد اون کے اوصاف
ظاہری وباطنی اور اون کا صحت طریقہ اور حالات
واقوال وکمال وجمال متابعت نبوی (کہ علما
انبیار کے وارث ہین) بیان کرنا چاہا ہے تو فرمایا کہ
وہ بوجہ ترکیب عنصری جسما ارضی یعنی پست اور قلبا
(جو محل نزول اسرار خداوندی ہے) سماوی یعنی بلند
ہین اور جسما اگرچہ اوروں کی طرح خاکی ہین مگر
بباطن اون کے جسم اون کے برابر ہین ۔ اشباح
جمع شبح بفتحتین وبآخر حاے مہملہ بمعنی شخص
وجسم وکالبد ۱۲ قاموس اور صاحب
منتخب ومدار نے بھی زبر سے لکھا ہے ۔

قوله نفوسهم فی منازل الخدمة سیارة وارواحهم فی فضاء القرب طیارة

اقول یعنی نفسهای ایشان بعقل صحیح وطریق مستقیم در متابعت نبوی سیر کننده اند وارواح شان در میدان شوق وقرب پرنده

یعنی اون کے نفوس عقل صحیح وطریق مستقیم سے بوجہ متابعت نبوی سیر کرتے اور روحین میدان شوق وقرب مین اوڑتی ہین۔

قوله مذاهبهم فی العبودیة مشهورة واعلام فخرهم فی اقطار الارض منشورة

اقول یعنی طریق شان متابعت وہدایت بر مذہب اہل سنت وجماعت نہ بدعت وضلالت حضرت خواجہ خوردی فرمایند است درویش فرقہا باہم بہ جنگ وجدال اند الا اہل توحید کہ ایشان را با کسے جدال نیست انتہی واعزاز واکرام وعلو درجہ شان در اقطار ارض منتشر است

یعنی اون کا طریقہ بر مذہب اہل سنت و جماعت متابعت وہدایت ہے نہ بدعت و ضلالت حضرت خواجہ خورد فرماتے ہین کہ اے درویش تمام فرقے آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین سوا موحدین کے جو کسی سے نہین جھگڑتے اور اون کا اعزاز واحترام اطراف عالم مین منتشر ہے

قوله یقول الجاهل بهم فقدوا وما فقدوا ولکن سمت احوالهم فلم یدرکوا وعلا مقامهم فلم یملکوا

اقول یعنی می گوید آن کہ جاہل است از حال این صفا کیشان کہ ایشان گم شدند یعنی اکنون اولیا کجا اند پس افسوس بر جاہل کہ می گوید ایشان نیند لا بلکہ موجود اند وقایم بالحق کہ از برکت شان قیام عالم است وجہل خلق از ایشان بباعث بلندی احوال ایشان است نہ قریب کہ خلق خود

یعنی جو شخص ان بزرگون کے حال سے جاہل ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اب نہین رہے ایسا کہنے والے پر افسوس ہے بلکہ وہ موجود اور قائم بحق ہین اونہین کی برکت سے عالم قائم ہے اور خلق اون کو بوجہ علو مرتبت کے نہین جانتی وہ خود ہی اون سے بسبب اونکے بلند مرتبہ ہونیکے

بعید گشته است از او شان به بلندی مرتبهٔ مختار نگردانیده اند کسے را بعلم باخویش واکنون همین زمانه است که بشامت اعمال جهال وعلماء سوء این مقربان از چشم ادراک پنهان شده چنانکه امام غزالی در احیاء از بعضے عرفا نقل می کند که سبب پنهان شدن ابدال از چشم مردم آنکه ایشان طاقت دیدن علماء وقت ندارند چراکه این علما در نفس الامر جاهلان ونزد جاهلان عالم اند۔

دور ہوگئی ہے اور نہ اونھون نے کسی کو اپنی شناخت عطا کی اور اب وہ زمانہ ہے کہ جاہلون اور علماء سوء کی شامت اعمال سے یہ حضرات چھپ گئے چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم مین بعض عارفین سے نقل کرتے ہین کہ ابدال اس لیے مخفی ہو گئے کہ وہ علماء وقت کے دیکھنے کی تاب نہین رکھتے کیونکہ حقیقتًا یہ علماء جاہل ہین اگرچہ جاہلون کے نزدیک عالم ہین

قوله كَانِيِينَ بِالْجُثْمَانِ بَائِنِينَ بِقُلُوبِهِمْ عَنْ اَوْطَانِ الْحَدَثَانِ

اقول در نسخهٔ صحیحهٔ عوارف جثمان بالثاء است و در بعضے بسین هم آمده اول بالضم بمعنی بدن وتن کذا فی الصراح وثانی بروزن فعلان جمع جسیم آمده وهر دو صحیح اند یعنی اصفیاء به برکت متابعت نبوی ثابت اند با خلق در اجساد وابدان چنانکه در قرآن بشان مصطفوی آمده قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی وجدا شونده اند بقلوب خود از وطن ها ے خلق در حد حدوث کما جاء فی الحدیث انی لست کاحدکم وقال الله ماکان محمد ابا احد من رجالکم

نسخۂ صحیحۂ عوارف مین جثمان ث سے ہے اور بعض مین سین سے اول بالضم بدن وتن ۱۲ صراح اور دوم بروزن فعلان جسیم کی جمع ہے اور دونون صحیح ہین یعنی اصفیاء برکت متابعت نبوی اجساد وابدان مین تو لوگون کے برابر ہین قرآن شریف مین آنحضرت صلعم کی شان مین ہے کہ کہو مین تمہاری طرح آدمی ہون مجھ پر وحی کی گئی مگر قلبًا خلق سے علیحدہ ہین حدیث مین ہے کہ مین تمہاری طرح نہین ہون ۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ محمد تم مین سے کسی کے باپ نہین ہین بلکہ

رَسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ودائم اندر درمشاہدہ پروردگار بقلوب در بیداری چون دیدن نائم اشیار اامافرق این قدراست کہ نایم از عدم صحت حال در مجرد خیال می ماند وعارف در بیداری از صحت حال در مشاہدہ وکمال می باشد لیکن نایم اگر دید خدارا در نوم ہمچو بیداری پس این خواب ہم کمال است اما حیوۃ ابدی نخواہد یافت زیراکہ او در دنیاست نہ در آخرت	خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہین اور قلبی بیداری سے ہمیشہ مشاہدہ مین ہین جیسے نائم اشیار دیکھتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ نائم صحیح الحال ہونے سے صرف خیال مین اور عارف بحالت بیداری صحیح الحال ہونے سے مشاہدہ کمال مین رہتا ہے لیکن اگر نایم نے خواب مین بیداری کیطرح خدا کی زیارت کی تو یہ خواب بھی کمال ہی مگر حیات ابدی نہین پائیگا کیونکہ وہ دنیا مین ہے نہ آخرت مین

قولہ لِاَرْوَاحِہِمْ حَوْلَ الْعَرْشِ تَطْوَافٌ

اقول در بعض نسخ طواف آمدہ اما در نسخہ صحیحہ بصیغہ مبالغہ یافتہ شد وطواف بمعنی بسیار طواف کنندہ مصدر است بمعنی اسم فاعل وہر دو درست اند یعنی ارواح کاملان با ملائکہ گرد عرش طواف می کنند وکلام حق تعالے وخطاب او می شنوند و باسرار او مطلع می شوند۔	بعض نسخون مین طواف آیا ہے مگر صحیح نسخہ مین بصیغہ مبالغہ پایا گیا طواف کے معنے بہت طواف کرنے والے کے مصدر بمعنی اسم فاعل ہی اور دونون ٹھیک ہین یعنی کاملین کی روحین فرشتون کے ساتھ عرش کے گرد طواف کرتی اور کلام حق سنتی اور اوس کے اسرار پر مطلع ہوتی ہین۔

قولہ وَلِقُلُوبِہِمْ مِنْ خَزَائِنِ الْبِرِّ اِسْعَافٌ

اقول الاسعاف بالکسر حاجت روا کردن کذا فی الصراح یعنی برائے قلوب ایشان از خزانہائے نیکی حاجت روائی است واسعاف این جا بمعنی	اسعاف بالکسر حاجت روا کرنا ۱۲ صراح یعنی اون کی دلی حاجتین نیکی کے خزانون سے پوری ہوتی ہین۔ اور یہ اسعاف بیان بمعنی

یعنی حصه می توانند بود و ہمین مراد است در ترجمه بلکه قلوب اینها مخازن اسرار الٰهیه و موارد انوار او شده

حصه بھی ہو سکتا ہے اور ترجمه مین یہی مقصود ہے بلکه اونکے قلوب مخزن اسرار و مورد انوار الٰہی ہین

قوله یتنعمون بالخدمة فی الدیاجر فیتلذذون من وهج الطلب بظماء الهواجر

اقول دیاجر جمع دیجور یعنی شب تاریک و مراد از وہ خلوت ایشان است با حق وهج یعنی شدت و ظما تشنگی و تشنه شدن و بالکسر تشنگان کذا فی المنتخب یعنی عبارت این که سیرت ایشان است که چون بظاهر قرة العین دیباطن مستدیم نعمت می گیرند در خدمت پروردگار ولذت می گیرند از شدت تشنگی طلب روز گرم وقاعده است که در شدت حرارت غلبه تشنگی می شود در فرق گرم و سرد خیلے دشوار می افتد پس در شدت طلب چنان بحرارت شوق تشنه اند که هر چه از گرم و سرد پیش می آید فرو می برند

دیاجر جمع دیجور اندھیری رات اور ہواجر جمع ہاجرہ گرمی کی دوپہر جس سے اونکی خلوت مع الٰہی مراد ہے وہج یعنی شدت اور ظما پیاس و پیاسا ہونا اور بالکسر پیاسے ۱۲ منتخب مطلب یہ ہوا کہ اونکی عادت ہے کہ بوجہ ظاہری استقامت و باطنی قرار کے حضرت حق سے نعمت پاتے اور شدت حرارت طلب سے لذت لیتے ہین ۔ قاعدہ ہے کہ شدت حرارت مین پیاس کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ گرم و سرد کا فرق دشوار ہو جاتا ہے تو شدت طلب مین حرارت شوق کے ایسے پیاسے ہین کہ گرم و سرد جو کچھ پیش آتا ہے اوسی پی جاتے ہین

قوله تسلوا بالصلوة عن الشهوات

اقول تسلو صیغه جمع است از باب تفعیل تسلی تسلی تسلیة یعنی دل جمعی والسلو خورسند شدن و قرار گرفتن در منتخب است که سلو بفتح و بضمتین و تشدید واو خورسند شدن و زائل شدن اندوه و فراموش کردن یعنی قرار می گیرند در نماز از شهوات که

تسلوا جمع کا صیغہ ہے باب تفعیل سے سلی تسلی تسلیة یعنی دل جمعی اور سلو خوش ہونا اور قرار پانا منتخب مین ہے کہ سلو بفتح و بضمتین و تشدید لام خوش ہونا غم زائل ہونا ۔ بھول جانا یعنی نماز مین شہوات ہوا و ہوس نفسانی

و او ہوس نفسانی اند چنانچہ در حدیث آمدہ	بھول جاتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کی
حبب الی من دنیا کم ثلاث الطیب	چیزوں میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور
والنساء و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ زیرا کہ صلوٰۃ	عورت اور نماز میں آنکھ کی ٹھنڈک اس لیے کہ نماز
پیوند است میان رب مربوب و معراج مومن از ینکہ	حق اور بندہ میں علاقہ اور بندہ کی معراج ہے
در صلوٰۃ نوریست کہ در غیرش نیست پس می یابند	کیونکہ اس میں ایک ایسی نورانیت ہے جو کسی اور
آنچہ می یابند ببرکت نماز خشوع و خضوع دران	میں نہیں تو اوسے جو کچھ ملتا ہے وہ خشوع و خضوع
و تخصیص صلوٰۃ از جملہ فرایض اشارت بہ فضیلت	نماز کی برکت سے اور نماز کی تخصیص جملہ فرایض سے
اوست بر سائر عبادات کہ مصلی را بر عبادت جملہ	بوجہ باقی عبادات پر اوسکی فضیلت کے ہے کیونکہ
فرشتگان جامعیت مے بخشد	نمازی نماز میں کل فرشتوں کی عبادت کا جامع ہوتا ہے

قولہ و تعوضوا بحلاوۃ التلاوۃ عن اللذات

اقول تعوض عوض دادن شے را یعنی عوض	تعوض کسی چیز کا بدلہ دینا یعنی تمام لذات دینی و
می گیرند جمیع از جملہ لذات دینی و دنیوی ہم درین دنیا	دنیوی کا وہ اسی دنیا میں قرآن پڑھنے کی چاشنی
بہ چاشنی قرارت قرآن زیرا کہ از و بندہ را صفت	سے عوض لے لیتے ہیں کیونکہ اس سے بندہ کو
کلیمی حاصل می شود و بدرجہ بلند نگاہ خود میرین	صفت کلیمی حاصل ہوتی ہے اور مدارج بلند نگاہی
یعنی الٰہی رسیدہ موسیٰ وقتی می شود پس	سے اس طور معنی الٰہی پر پہونچکر موسیٰ وقت
چہ لذت و حلاوت بیشتر ازین چہ خواہد بود فطوبیٰ	ہوتا ہے تو اس سے بڑھکر لذت و حلاوت اوسے
لمن لا تنعم بالقرآن فان اھل القرآن	کیا ہوگی لہذا جس نے نعمت قرآن حاصل کی اوسے
اھل اللہ ... ولیکن ہر کہ گوید کہ لذات شیٔ کر	بشارت ہے کیونکہ اہل قرآن خاصکر اہل اللہ ہیں اگر کوئی
... اعادہ و حلاوت تلاوت چیست پس	یہ کہے کہ لذات ذکر و مناجات و حلاوت تلاوت جب یہ

مخصوص باہل استغراق ست در حال تلوین نہ در
تمکین و نہ برائے ہمہ و ہر کہ قائل این ست کاذب
و زندیق است بعضے فقرا جاہل زمانہ بر قول بزرگے
العلم حجاب الاکبر سر استرانیدہ اند و رداء حقیقت
بر گردانیدہ واے صد واے نمی دانند کہ مراد از
علم دانستن ہستی خود است نہ علم معروف کہ دانستن
آن فرض بر ہر سالک است

تو یہ حالت تلوین بحالت تمکین صرف اہل استغراق
سے مخصوص ہے اور جو اس کا قائل ہے وہ جھوٹا اور
زندیق ہے اس زمانہ کے بعض جاہل فقیر ایک بزرگ
کے اس قول پر کہ علم حجاب اکبر ہے سر منڈا کر رداء
حقیقت سے منہ پھیرتے ہیں افسوس اون کو نہیں معلوم
کہ علم سے اپنا علم ہستی مراد ہے نہ علم مشہور جس کا
جاننا ہر سالک پر فرض ہے۔

قوله یلوح من صفحات وجوههم بشر الوجدان وینم علی مکنون سرائرهم نضارة ...

اقول یلوح از لاح یلوح مشتق از لوح بمعنی
درخشیدن کذا فی الصراح بشر بمعنی بشارت آمدہ
است و ینم از نم ینم بمعنی ظہور سر آمدہ بروزن فعائل
جمع سریرہ بمعنی پوشیدگی و خفا و نضارت بمعنی
تازگی یعنی ظاہر از بشرہ ہاے شان خوشی قلب
است کہ بر پوشیدگیہاے اسرار دلالت می کند
خلاصہ این کہ جمال کمال شان بر کسی مستور نیست

یلوح لاح یلوح لوحًا سے مشتق ہے جس کے معنی
چمکنے کے ہیں ۱۲ صراح بشر بمعنی بشارت اور ینم نم
ینم سے بمعنی ظہور سر آیا ہے بروزن فعائل سریرۃ کی
جمع بمعنی پوشیدگی و خفا اور نضارت بمعنی تازگی۔
یعنی اون کے بشرہ سے قلبی مسرت ظاہر ہے جو
اون کے پوشیدہ اسرار پر دلالت کرتی ہے خلاصہ
یہ کہ اون کا جمال باکمال کسی سے پوشیدہ نہیں

سیماهم فی وجوههم من اثر السجود
ولیکن محبوبان را کہ در حجاب ادبار اند چہ سود

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

فطوبی للمخلصین والویل للمحجوبین ... تازگی

اون کی پیشانیوں پر سجدے کے نشان ہیں
نا محجوبان حجاب ادبار کے لیے کیا کیونکہ مصرعہ
اگر دن میں چمگادڑ نہ دیکھے تو آفتاب کا کیا قصور
لہذا مخلصین کو بشارت اور محجوبین پر حسرت ...

انکار بضد اشارہ است بکمال خباثت و دعوے مساوات معاذ اللہ سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک	اور انکار بقصد دعوے ہمسری اور کمال خباثت کی دلیل ہے معاذ اللہ سے خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت
فبشری لمن عظمھم و ویل لمن حقرھم	تو جنھون نے اونکی تعظیم کی اونکو بشارت اور جنھون نے
وہر گاہ شیخ از حمد و نعت اصفیا در توحید فارغ شد باز حمد کرد دوبارہ بر نعم اصفیا وقف بود	اونکی تحقیر کی اونپر حسرت ہے پھر جب حضرت مصنف حمد و نعت سے فارغ ہوئے تو دوبارہ نعم اصفیا پر حمد کی اور فرمایا

قولہ فللّٰہ الحمد علی ما ھیأ للعباد من برکۃ خواص حضرتہ من اھل الوداد والصلوۃ والسلام علی نبیہ و رسولہ محمد والہ و اصحابہ الاکرمین الامجاد

اقول التہیأ موجود کردن و فراہم آوردن امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی سپاس خدارا کہ موجود گردانید براے بندگان از برکت خاصان خود کہ اہل دوستی اند و ہمین مراد است از اخوت اسلامی و رحمت کاملہ نازل باد بر نبی و رسول او کہ محمد صلعم اند و آل و اصحاب او کہ بزرگتر اند و آوردن صلوۃ بعد الحمد اشارت است باتمام شکر حق باید دانست کہ صلوۃ اصلش صلوت بفتحات ثلثہ واو الف شد و این لفظ اسم تصلیہ است و لہذا مفعول مطلق صلی واقع شود و مشترک لفظی ست نزد عبد اللہ ابن عباس و تابعین ایشان کما ھو المشہور یعنی چون منسوب بخدا باشد برابر است کہ در کلام الٰہی بود یا در کلام	تہیا موجود کرنا اور جمع کرنا امجاد جمع مجد بمعنی بزرگی یعنی خدا کے لیے تعریف ہے جسنے اپنے بندون کے لیے خاص لوگون کی وجہ سے جو اہل محبت ہین برکت دی ہے جس سے اخوت اسلامی مقصود ہے اور اوسکے نبی و رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے آل و اصحاب پر جو سب بزرگ ہین رحمت کاملہ نازل ہو حمد کے بعد صلوۃ لانا اتمام شکر حق کی طرف اشارہ ہے جاننا چاہیے کہ صلوۃ کی اصل صلوت بفتحات ثلثہ ہے واو الف ہوگیا اور لفظ تصلیہ کا اسم ہے اور اسی لیے مفعول مطلق صلی واقع ہوتا ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس اور اونکے تابعین کے نزدیک مشترک لفظی ہے جیسا کہ مشہور ہے یعنی جب خدا کی طرف منسوب ہوگی خواہ اوس کے کلام مین ہو یا بندہ کے کلام مین

بندہ مراد ازان رحمت است واگر منسوب ملائکہ
باشد استغفار واگر بہ مومنین بود دعا وازہری در
تہذیب اللغات از ابن الاعرابی می آرد کہ اگر
از طیور و ہوام بود تسبیح است وجزری در نہایہ
می گوید معنی صلی اللہ علیہ وسلم آن ست کہ حق
تعالے آنحضرت را در دنیا باعلاے ذکر وترقی
اسلام و در عقبی بہ شفاعت امت وتضعیف ثواب
بر اعمال عظمت بخشد ومشترک معنوی ست نزد بعضے
محققین یعنی موضوع براے عطف وافادت الخیر
کہ مشترک است در معانی مذکورہ کما ذھب الیہ
صاحب المغنی وازین جاست کہ امام غزالی
می فرماید الصلوٰۃ موضوعۃ للقدر المشترک
للثلاثۃ المذکورۃ وھو الاعتناء بالمصلی
علیہ انتہی ودر معنی این لفظ اختلافہاے
دیگر است کہ این رسالہ گنجایش آن ندارد وکتابت
الفش بواو شہرت دارد صاحب جامع الرموز
در بیان این لفظ می نویسد الفہا مبدلۃ عن
الواو ولم تکتب بہا فی غیر القرآن کما
قال ابن درستویہ وتنی یا مشتق است از ثنا

تو رحمت مراد ہوگی اور اگر فرشتون کی طرف منسوب
ہوگی تو استغفار اور اگر مومنین کی طرف منسوب ہوگی
تو دعا۔ ازہری تہذیب اللغات مین ابن اعرابی سے
نقل کرتے ہین کہ اگر چڑیون کی طرف منسوب ہوگی
تو تسبیح اور علامہ جزری نہایہ مین لکھتے ہین کہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے یہ معنے ہین کہ خدا آنحضرت کو دنیا مین اعلاے ذکر
وترقی اسلام اور عقبی مین شفاعت امت وتضعیف ثواب
اعمال سے عظمت بخشے اور بعض محققین کے نزدیک مشترک
معنوی ہے یعنی عطف وافادۂ خیر کے لیے جو معانی مذکورہ
مین مشترک ہے بنایا گیا ہے یہی صاحب مغنی کا بھی مذہب
ہے اور یہین سے امام غزالی فرماتے ہین کہ صلوۃ
قدر مشترک ثلاثہ مذکورہ کے لیے موضوع ہے جو اعتنا
بالمصلی علیہ ہے انتہے اور اس کے معنون مین اور
بھی اختلاف ہے جس کی گنجایش اس رسالہ مین
نہین اور اس کے الف کی کتابت واو سے مشہور ہے
صاحب جامع الرموز اس لفظ کے بیان مین لکھتے
ہین کہ اس کا الف واو سے بدل دیا گیا اور مع الالف
قرآن کے سوا اور کہین نہین لکھا گیا جیسا کہ
ابن درستویہ نے کہا اور تنی یا ثنا بمعنی رفع سے

بمعنی رفع ویا ازانبا بمعنی اخبر ومیان نبی ورسول
خصوص وعموم است هذا هو مذهب اهل السنة
والجماعة بدلیل قوله تعالی وما ارسلنا
قبلك من رسول ولا نبی صرح به الفاضل
اللاهوری فی بعض حواشیه ومذهب معتزله
آن ست که رسول ونبی متحد بالذات ومغایر
بالاعتبار والمفهوم اند یعنی ازین جهت که لفظ رسول
ارسلنا وانچه مفید این معنی باشد درحق وے وارد
شده است رسول است وازین جهت که لفظ
نبی ومرادفش درشانش وارد گردید نبی است
وازین جاست که علامه تفتازانی درشرح مقاصد
بتبعیت این قول قائل مساوات گردید لیکن
ظاهر آیت مذکوره وقوله تعالی وکان رسولا نبیا
ازان انکار می کند ونزد بعضے رسول عام است از
نبی که انسان وفرشته هر دورا شامل است بخلاف
نبی که مخصوص است بانسان ومؤید این معنی است
قوله تعالی وکان رسولا نبیا ونزد بعضے بودن
کتاب وشریعت جدیده درمفهوم نبی شرط است
وبرین تقدیر بینهما تباین باشد والتفصیل

مشتق ہے یا انبا بمعنی اخبر سے اور نبی ورسول مین
عموم وخصوص ہے جو اہل سنت وجماعت کا مذہب
ہے بدلیل آیت [1] وما ارسلنا قبلك جس کی
تصریح فاضل لاہوری نے اپنے بعض حواشی مین کی
اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی ورسول ذاتاً ایک
اور مفہوماً غیر ہین یعنی اس لیے کہ لفظ رسول وارسلنا
وغیرہ اوس کے حق مین وارد ہوے وہ رسول ہے
اور اس لیے کہ لفظ نبی اور اوسکے ہم معنے اوس کی
شان مین وارد ہوے نبی ہے۔ اور اسی لیے
علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین ان کے قول
کو مان کر قائل مساوات ہوے مگر آیت مذکور
اور ظاہر آیت وکان رسولا نبیا (اور تھا رسول اور نبی) اس کا منکر
ہے اور بعض کے نزدیک رسول نبی سے عام
ہے کیونکہ وہ انسان اور فرشتون دونون پر شامل
ہے بخلاف نبی کے جو انسان سے مخصوص ہے
جس کی مؤید آیت وکان رسولا نبیا
ہے اور بعض کے نزدیک جدید شریعت وکتاب کا
نہ ہونا مفہوم نبی مین مشروط ہے اور اس صورت
مین دونون مین فرق ہوگا جس کی تفصیل

[1] اور نہ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی نبی اور نہ رسول ١٢

فی المطولات محمد وجہ تسمیہ آنحضرت باین اسم
مبارک وفور محمودیت ایشان بمجرد پیدائش است
وباب تفعیل از حمد مفید معنی مبالغہ وکثرت می باشد
ولہذا فاضل اسفراینی در اطول می آرد کہ از حمد
دو اسم برای مبالغہ اشتقاق یافتہ یکے محمد برای
مبالغہ محمودیت دوم احمد برای مبالغہ حامدیت
وآلہ لفظ آل اسم جمع است اصلش نزد سیبویہ آل کہ
در اصل اہل بود بدلیل تصغیرش اہیل وھذا
ھو المشہور والمسلم عند البصریین و نزد کسائی
سر آمد کوفیان اصلش اَوَل بالتحریک بدلیل تصغیرش
اویل وھذا ھو الموثوق عند الکوفیین
قال الکسائی سمعت اعرابیا فصیحا یقول
آل واویل واھل واھیل وھکذا نقل عن
الاصمعی ایضا و این قول باعتبار قیاس اولی است
زیرا کہ خلاف قیاس برین مذہب لازم نمی آید
اما اہیل می تواند کہ تصغیر اہل باشد کما یدل علیہ
قول الاعرابی المذکور بلکہ بعضے از محققین برین
تصریح کردہ اند مثل فاضل چلپی کہ در منہیات
حواشی مطول می گوید قد سمع اویل فی تصغیر آل

مطولات میں ہے۔ محمد آنحضرت صلعم کی وجہ تسمیہ اس
نام نامی سے بوجہ آپ کی وفور محمودیت پیدائشی کے
ہے اور حمد باب تفعیل سے مفید معنی مبالغہ وکثرت
کے ہے اسی لیے فاضل اسفراینی اطول میں لکھتے
ہیں کہ حمد سے مبالغہ کے دو اسم مشتق ہوئے ایک
محمد مبالغہ محمودیت کے لیے دوسرا احمد مبالغہ حامدیت
کے لیے وآلہ لفظ آل اسم جمع ہے جس کی اصل
سیبویہ کے نزدیک آل ہے کہ اصل میں اہل تھا بدلیل
تصغیر اہیل اور یہی مشہور اور بصرہ والوں کے نزدیک
مسلم ہے اور سرگروہ کوفیین کسائی کے نزدیک اسکی
اصل اَوَل بالتحریک بدلیل اس کی تصغیر اویل کے
تھی اور یہی کوفیوں کے نزدیک درست ہے کسائی نے
کہا کہ میں نے ایک فصیح اعرابی کو آل و اویل و اہل و اہیل
کہتے سنا اور ایسا ہی اصمعی سے بھی منقول ہے اور
یہ قول باعتبار قیاس اولی ہے کیونکہ یوں خلاف قیاس
لازم نہیں آتا ہے لیکن اہیل ممکن ہے کہ اہل کی تصغیر ہو
جس پر قول اعرابی دلالت کرتا ہے بلکہ بعض محققین
نے اسی کی تصریح کی ہے جیسے فاضل چلپی کہ منہیات
حواشی مطول میں لکھتے ہیں کہ تصغیر آل اویل سنی گئی

وهذا دليل على ان الفه منقلبة عن الواو	جو اس بات کی دلیل ہے کہ اوس کا الف واو سے
واما اهيل تصغير اهل ولا داعي الى جعله	بدل دیا گیا مگر اہل کی تصغیر اہیل تو کوئی اس کے
تصغير آل ليكون الفه بدل همزة مبدلة	آل کی تصغیر ہونے کا مدعی نہین کہ اوس کا الف
بل لا دليل عليه انتهى بلفظه ومثل فاضل	بدل ہمزہ مبدلہ ہو بلکہ اس پر کوئی دلیل نہین انتہے اور
اسفرايني كه در اطول مي گويد فاهيل ليس تصغيرا	ایسے ہی فاضل اسفرائنی بھی اطول مین لکھتے ہین کہ
للاهل لا للآل ومثل علامه ازهري كه در	اہیل نہ تو اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی یا علامہ ازہری
تهذيب اللغات مي آرد قال ابو العباس احمد	تہذیب اللغات مین لکھتے ہین کہ ابو العباس احمد بن
بن يحيى اختلف الناس في الآل فقال طائفة	یحیے نے کہا کہ آل مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک
آل النبي من اتبعه قرابة كانت او غير	آل نبی وہ لوگ ہین جو قرابتہ یا غیر قرابتہ آپ کے تابع
قرابة واهله ذو قرابة تبعا او غير متبع و	ہون اور اہل وہ ہین جو آپ کے قرابت دار ہون
قالت طائفة الآل والاهل واحد واحتجوا	تابع ہون یا نہ ہون اور بعض کے نزدیک آل و اہل
بان الآل اذا صغر قيل اهيل لكان الهمزة	ایک ہین اون کی یہ دلیل ہے کہ آل کی جب تصغیر
هاء لقولهم هنرت الثوب وانرته اذا	کی جائیگی تو بوجہ ہمزہ کے ہاء ہو جانے کے اہیل کہا
جعلت له علما قال وروى الفراء عن	جائیگا بسبب اون کے اس قول کے کہ هنرت الثوب
الكسائي في تصغير آل اويل قال	الخ اور فراء نے کسائی سے آل کی تصغیر اویل روایت
ابو العباس فقد زالت تلك العلة وصار	کی ابو العباس نے کہا کہ پھر یہ علت زائل ہو گئی
الآل والاهل اصلين لمعنيين انتهى	اور آل و اہل دو معنون کی اصل ہو گئی انتہے
بالجمله تصنيفات مذكوره دلالت برين معنی دارند كه	بالجملہ تصنیفات مذکورہ اس پہ دلالت کرتے ہین کہ
اهيل تصغير اهل است نه آل كه تصغيرش اويل	اہیل اہل کی تصغیر ہے نہ آل کی جس کی تصغیر اویل

می آید و مؤید این معنی است فرقے کہ میان آل
و اہل بوجوہ عدیدہ ثابت شدہ اول آنکہ اضافت
آن مخصوص بذوی العقول است پس مضاف
نمی شود بسوے اللہ وحق وزمان ومکان ومعانی
وحرفہ ولہذا آل الحق وآل المصر وآل الزمان
وآل العلم والاسلام وآل التجارۃ مستعمل نہ شود
بخلاف اہل فانہ اعم ھکذا فی حاشیۃ چلپی
وابی القاسم علی شرح التلخیص وغایۃ الهدایۃ
علی شرح ھدایۃ الحکمۃ منفرقاً دوم آنکہ
اضافتش ازمیان ذوی العقول مخصوص بہ ذکور
است ولہذا آل فاطمہ نمی گویند بخلاف اہل
کذا فی منہیۃ حاشیۃ فاضل الچلپی سوم آنکہ اضافتش
ازمیان ذکور باشراف وارباب عظمت مخصوص
است ولہذا آل حائک آل حجام نباید بخلاف
اہل وھذا فی کثیر من الکتب چہارم آنکہ
اضافتش بسوے ضمیر غیر مستحسن ونادر ولہذا
درکلام مجید نیامدہ ودراحادیث بطور ندرت دیدہ
شد بلکہ نزد کسائی وابوبکر زبیدی ممنوع مگر تحقیق
آن ست کہ اضافتش بسوے مضمر درکلام مجید

آتی ہے اور اس کی تائید اوس فرق سے ہوتی ہے
جو آل واہل مین کئی وجہون سے ہے اول یہ کہ
آل کی اضافت ذوی العقول سے مخصوص ہے
لہذا وہ اللہ وحق وزمان ومکان ومعانی وپیشہ
کی طرف مضاف نہوگا اور اسی لیے آل حق وآل مصر
وآل زمان وآل علم واسلام وآل تجارت مستعمل نہوگا
بخلاف اہل کے کہ وہ اعم ہے ایسا ہی حاشیہ چلپی و
حاشیہ ابی القاسم برشرح تلخیص وغایۃ الہدایۃ حاشیہ
شرح ہدایۃ الحکمۃ مین متفرقاً ہے دوسرے یہ کہ اسکی
اضافت ذوی العقول مین ذکور سے مخصوص ہے اور
اسی لیے آل فاطمہ نہین کہتے بخلاف اہل کے جیسا کہ منہیہ
حاشیہ فاضل چلپی مین ہے تیسرے یہ کہ اوس کی
اضافت ذکور مین شریفون اور بزرگون سے مخصوص
ہے اور اسی لیے آل حائک وآل حجام نہین آتا بخلاف
اہل کے اور یہ بہت سی کتابون مین ہے چوتھے یہ کہ
اوس کی اضافت ضمیر کی طرف کم اور ناجائز ہے اور اسی
لیے کلام مجید مین نہین ہے اور احادیث مین بھی کم
ہے بلکہ کسائی وابوبکر زبیدی کے نزدیک ممنوع ہی مگر
تحقیق یہ ہے کہ مضمر کی طرف اسکی اضافت کلام مجید مین

ثابت است چنانکه فاضل چلپی در منهیه اش از	ثابت ہے جیسا کہ فاضل چلپی نے منہیہ مین مرادی
مرادی شرح الفیه نقل کرده وحق بجانب اوست	شرح الفیہ سے نقل کیا اور حق بجانب بھی وہی ہے
لما روی عن افصح العرب والعجم صلی الله	چنانچہ افصح العرب والعجم صلعم سے مروی ہے کہ میری
علیه وسلم الی کل مومن تقی الی یوم القیامة	اولاد ہر مومن متقی ہے قیامت تک اس کو تمام نے
رواه التمام فی فوائده کذا فی الشمنی و ازین	اپنے فوائد مین روایت کیا جیسا کہ شمنی مین ہے اس
تحقیق ثابت شد که قول بعض اضافت آل	تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ بعض کا یہ قول کہ اضافت
بسوے مضمر در حدیث نیامده غلط است اگر	آل مضمر کی طرف حدیث مین نہین آئی غلط ہے اگر
پرسند چون اضافت آل مخصوص باشراف وارباب	کہین کہ جب آل کی اضافت شریفون اور بزرگون سے
عظمت است باید که تصغیرش نیاید زیرا که تصغیر	مخصوص ہے تو اسکی تصغیر نہ آنا چاہیے کیونکہ تصغیر حقارت
دلالت بر حقارت کند جوابش آنکه این دلالت	پر دلالت کرتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلالت
مطلقاً مسلم نیست بلکه ممکن که براے عظمت باشد	مطلقاً مسلم نہین بلکہ ممکن ہے کہ عظمت کے لیے ہو
وبر تقدیر تسلیم از حقارت آل حقارت مضاف الیه	اور اگر ہو بھی تو حقارت آل سے حقارت مضاف الیہ
آن که عظمتش مقصود است لازم نمی آید ولو فرض	جس کی عظمت مقصود ہے لازم نہین آتی علاوہ اس کے
حقارت من وجه منافی عظمت بوجه دیگر نیست	ایک وجہ سے حقارت دوسری وجہ سے عظمت کی
زیرا که عظمت مراتب دارد وهذا ما یتعلق به لفظاً	منافی نہین کیونکہ عظمت کے مراتب ہین اور یہ اس
واما باعتبار معنی دران پنج مذهب است اول	سے لفظاً متعلق ہے مگر معنے اوس مین پانچ مذہب
یعنی اتباع وهو مذهب جابر بن عبدالله	ہین اول یعنی اتباع جو جابر بن عبداللہ وسفیان
وسفیان الثوری ومختار بعض اصحاب	ثوری اور بعض اصحاب شافعی کا مذہب ومختار
الشافعی والمرجح عند النووی والازهری	ہے اور نووی وازہری کے نزدیک مرجح

دوم بنو ہاشم و بنو المطلب وہو مذہب الشافعی
سوم بنو ہاشم فقط وہو مذہب امامنا
الاعظم و مختار بعض المالکیۃ چہارم
ازواج و بنات و داماد آنحضرت و اولاد ایشان
و نزد بعضے خدم نیز پنجم اہلبیت است بالجملہ معنی
اول مصداق آل حسبی است و بواقی مصداق
آل نسبی و لنعم ما قیل چنانکہ زکوۃ و صدقہ مال
آل نسبی حرام است صدقہ علم کہ عبارت از تقلید
در علوم است بر آل حسبی او کہ علماء راسخین و
اولاد روحانی اویند حرام است و چون مصنف از
حمد و صلوۃ فارغ شد شروع کرد در بیان نیت خویش
درین تالیف منیف پس فرمود

دوسرے بنی ہاشم و بنو مطلب بر مذہب شافعی
تیسرے صرف بنو ہاشم ہمارے امام اعظم اور بعض مالکیہ
کے نزدیک چوتھے آنحضرت صلعم کی بیبیان و بیٹیان
و داماد و اولاد اور بعض کے نزدیک خادم بھی پانچوین
اہل بیت بالجملہ پہلے معنی آل حسبی اور باقی آل نسبی
کے مصداق ہین اور کیا خوب کہا گیا ہے کہ جس طرح
زکوۃ و صدقہ مال آل نسبی پر حرام ہے اوسی طرح صدقہ
علم یعنی علوم مین تقلید اون کی آل حسبی یعنی علماء
راسخین و اولاد روحانی پر حرام ہے پھر حضرت
مصنف نے حمد و صلوۃ سے فارغ ہو کر اس تالیف
شریف سے جو اپنی نیت تھی وہ بیان کرنا شروع
کی لہذا فرمایا۔

ثُمَّ اِنَّ اِیْثَارِیْ لِھَدْیِ ھٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ وَمَحَبَّتِیْ لَھُمْ لِشَرَفِ حَالِھِمْ وَصِحَّۃِ طَرِیْقِھِمُ
الْمَبْنِیَّۃِ عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ الْمُتَحَقِّقِ بِھَا مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ ذِی الْفَضْلِ وَالْمِنَّۃِ

اقول یعنی اختیار من راہ نیک و سیرت این قوم را
و محبت من با ایشان از انست کہ دانا ام از بزرگی
حال و صحت طریقہ آنہا کہ مبنی بر کتاب و
سنت است کہ ثابت است از خدائے بزرگ
صاحب فضل و احسان۔

یعنی مین نے جو ان کے عادات اختیار کیے یا مجھے
اون سے محبت ہے وہ اس لیے کہ مین
اون کی بزرگی اور صحت طریقہ سے جو کتاب اللہ
سے ثابت اور سنت رسول اللہ پر مبنی ہے زیادہ
واقف ہون۔

قوله حدانی ان اذبّ عن هذه العصابة بهذه الصبابة

اقول یعنی انگیخت مرا و باعث شد و عصابه یک نوعے از جامه که بدان سر بندند و دستار را نیز گویند و گروہے از مردم و مراد این جا همین گروه صوفیه است و صبابه بالضم بقیهٔ آب در ظرف و مقصود از وے این جا همین کتاب است و ذب بمعنی نرم رفتن یعنی خواستم که به نرمی دفع کنم ازین جماعت صوفیه صافیه باین کتاب و بنمایم طالب را که صوفی کیست و تصوف چیست و ماهیت آن چه والله عنده ام الکتاب

یعنی مجھکو آمادہ کیا اور باعث ہوا۔ عصابہ بالکسر وہ کپڑا جس سے سر باندھتے ہین اور پگڑی کو بھی کہتے ہین اور آدمیون کا گروہ یہان گروہ صوفیہ ہی مراد ہے اور صبابہ بالضم پیالے مین بچا ہوا پانی جس سے یہان مراد یہی کتاب ہے اور ذب نرم چلنا یعنی مین نے چاہا کہ بہ نرمی اس کتاب مین صوفیہ صافیہ پر سے اعتراضات دفع کرون اور طالب کو بتاؤن کہ صوفی کون اور تصوف اور اوس کی ماہیت کیا ہے

قوله والّفت ابوابا فی الحقایق والآداب معربة عن وجه الصواب فیما اعتمدوه و مشعرة بشهادة صریح العلم لهم فیما اعتقدوه

اقول وجمع کنم ابواب در بیان حقایق و آداب که ظاهر کنند وجه صواب و حق دران شئے که ایشان را اعتماد بروست مخبره بشهادت صریح علم معتقدات آنحضرات را و علم دو قسم است اول علم بالله که بلا واسطه حاصل شود نه علم النفس و همین علم وراثت است و مخصوص بصوفیه که وعلمناه من لدنا علما دیگر علم برهان قاطع

اور حقایق و آداب کے بیان مین ابواب جمع کرون جو اون کے معتقدات صحیح ہونے کو ظاہر کردین اور اون کے معتقدات کی صریح شہادت دین اور علم کی دو قسمین ہین علم باللہ جو بلا واسطہ حاصل ہو نہ علم نفس اور یہی علم وراثت مخصوص بہ صوفیہ ہے کہ علمناہ[1] من لدنا علما اور علم بہ برہان قاطع

[1] اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم ۱۲

کہ قرآن وحدیث و اجماع و قیاس است و این عام است برائے عام دران شی کہ او شان را اعتقاد است اکنون سبب تالیف می نگارد و می فرماید	یعنی قرآن وحدیث و اجماع و قیاس سے اور یہ عام کے لیے اون کے اعتقادیات مین عام ہے اب سبب تالیف لکھتے اور فرماتے ہین۔

قوله حيث كثر المتشبهون بهم واختلفت احوالهم وتستر بزيهم المتسترون وفسدت اعمالهم وسبق الى قلب من لا يعرف اصول سلفهم سوء ظن وكاد لا يسلم من دقيقة فهم وطعن ظنا منه ان حاصلهم راجع الى مجرد رسم وعائد الى مطلق اسم

اقول التستر در پردہ شدن یعنی چونکہ متشبہ با ایشان بسیار شدند و احوال شان مختلف شد و پردہ پوشیدند بلباس ایشان ناکسان و تباہ شدند اعمال آنہا و بدگمان شد آنکہ نمیداند اصول بزرگان سلف را و قریب است کہ تسلیم نہ کند از طعن کردن درانہا باین خیال کہ حاصل صوفیہ راجع بہ مجرد رسم و عائد مطلق اسم است خلاصہ این کہ اکنون بفساد زمان و تغیر اخوان ماندراس طریق حق و ظہور سوء ظن از تصوف صرف نام و نشان باقی ماندہ است صوفی و متصوف کجا قول حسن بصری راست آمدہ است کہ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب پس از تالیف این	تستر چھپنا یعنی چونکہ ان سے مشابہ لوگ بہت ہو گئے اور اون کے حالات مختلف ہوے اور ان کے لباس مین نالایق لوگ آکر چھپے اور اون کے اعمال تباہ ہوے اور کچھ دور نہین کہ بزرگون کے اصول سے ناواقف شخص بدگمان ہو کر طعن سے یہ کہنے لگے کہ مقاصد صوفی صرف رسم و خصوصیات اور محض برائے نام ہین غرضکہ اب زمانہ کی خرابی اور اخوان طریقت کی تباہی اور تصوف کی بربادی و بدگمانی سے اس کا صرف نام و نشان باقی رہ گیا ہے صوفی کون و متصوف کہان حضرت حسن بصری کا ارشاد درست ہے کہ مسلمان قبر مین اور مسلمانی کتاب مین ہے تو اس تالیف سے

مولف خواست کہ حق را ظاہر و باطل را مسخ گرداند	مولف نے حق کو ظاہر اور باطل کو مسخ کرنا چاہا یا الٰہی
اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا وَاجْعَلْنَا مِنْ اَحِبَّائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ	ہم کو محفوظ رکھ اور زمرۂ احباب و اصفیا مین داخل کر

قوله وَمَا حَضَرَنِي فِيهِ مِنَ النِّيَّةِ اَنْ اُكَثِّرَ سَوَادَ الْقَوْمِ بِالْاِعْتِزَاءِ اِلٰى طَرِيقَتِهِمْ وَالْاِشَارَةِ اِلٰى اَحْوَالِهِمْ وَقَدْ وَرَدَ مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ وَاَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ صِحَّةَ النِّيَّةِ فِيْهِ وَتَخْلِيْصَهَا مِنْ شَوَائِبِ النَّفْسِ

اقول الاعتزاء الانتساب یعنی نیت و قصد من	اعتزاء انتساب یعنی میری نیت اس تالیف سے
آنچہ کہ درین ہنگام تالیف است این است کہ بسیار	یہ ہے کہ مین سواد قوم اون کے طریقے اور حالات
کنم سواد قوم را بہ نسبت کردن سوے طریقہ شان	لکھکر بڑھاؤن تاکہ اس حدیث کا مصداق
و ایما باحوال آنہا کہ داخل در مصداق حدیث شوم	ہو جاؤن کہ جو شخص آثار قوم بڑھائے وہ اونھین
کہ ہر کہ بسیار کند سواد یعنی آثار قوم را پس او از ایشان است	مین گنا جاوے گا اور مین خدا سے اس تالیف
و در او شان شمار کردہ خواہد شد و امیدوارم از	مین آیندہ بھی نیت آمیزش نفس سے خالی اور
خدائے بزرگ آیندہ صحیح ماندن نیت را درین	صحیح رہنے کا امیدوار ہون کیونکہ نفس برائی
تالیف و خلاصی آن از آمیزش ہائے نفس لانّ	ہی سکھاتا ہے بجز اوس کے جس پر خدا
النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ۔	رحم کرے۔

قوله وَكُلُّ مَا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيَّ فِيْهِ مِنَحٌ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَعَوَارِفُ وَاَجَلُّ الْمِنَحِ عَوَارِفُ الْمَعَارِفِ

اقول عوارف جمع عارفہ بمعنے عطیہ معارف جمع	عوارف جمع عارفہ یعنی عطیہ اور معارف
معرفت بمعنی شناخت و مراد از عوارف این جا نام	جمع معرفت یعنی پہچان یہان عوارف سے
کتاب است یعنی و ہمہ آنچہ کہ حق بر من کشاد درین	نام کتاب مراد ہے یعنی جو کچھ خدا نے مجھ پر اس

تالیف احسان است از وے واجل و اعظم بخشش عوارف المعارف است۔	تالیف مین ظاہر کیا وہ اوس کا احسان ہے اور سب سے بڑی بخشش عوارف المعارف ہے

قوله وَالْكِتَابُ يَشْتَمِلُ عَلَىٰ نَيِّفٍ وَسِتِّيْنَ بَابًا

اقول النیف الزیادة علی العقدة ما لم یبلغ العقدة کذا فی صحف اللغة یعنی این کتاب شامل بر شصت وچند باب است	نیف دس پر زیادتی کو کہتے ہین جب تک دہائی تک نہ پہونچے جیسا کہ صحف اللغت مین ہے یعنی یہ کتاب ساٹھ اور چند بابون پر شامل ہے

قوله وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

اقول یعنی اللہ توفیق دہندہ است توفیق در لغت بمعنی دست دادن کسے را بکارے و در اصطلاح متوجہ کردن اسباب بحصول مطلوب خیر و این تخصیص خیر از شر باعتبار عرف است نہ لغت و فہرست کتاب این است باب اول در منشأ علوم صوفیہ باب دوم در تخصیص صوفیہ بحسن استماع باب سوم در بیان فضیلت علم صوفیہ و اشارت بقدرے از ان باب چہارم در شرح حال صوفیہ و اختلاف طریقہ شان باب پنجم در ذکر ماہیت تصوف باب ششم در ذکر تسمیہ شان باین اسم عالی باب ہفتم در متصوف و متشابہ بصوفی باب ہشتم در ذکر ملامتی و شرح حال او باب نہم در	یعنی اللہ ہی توفیق دینے والا ہے توفیق کے لغوی معنے ہاتھ بٹانے کے ہین اور اصطلاحی معنے اچھی بات کے حاصل کرنے کے لیے اسباب جمع کرنا اور شر سے خیر کی تخصیص عرفی ہے نہ لغوی۔ فہرست کتاب یہ ہے۔ پہلا باب منشاء علوم صوفیہ مین دوسرا باب تخصیص صوفیہ بحسن استماع تیسرا باب فضیلت علم صوفیہ کے متعلق چوتھا باب حال صوفیہ اور اون کے اختلاف طریقہ کی شرح مین پانچوان باب ماہیت تصوف کے ذکر مین چھٹا باب اونکے اس نام نامی سے موسوم ہونیکے بیان مین ساتوان باب متصوف و متشابہ بصوفی کے بیان مین آٹھوان باب ملامتی اور اوسکے حال کی شرح مین نوان باب

ذکر آنانکه منسوب می کنند خود را بصوفیه و حالانکه
صوفی نیستند باب ۱۰ دهم در شرح رتبهٔ مشیخت باب ۱۱
یازدهم در شرح حال خادم و متشبه بخادم باب
۱۲ دوازدهم در شرح خرقهٔ مشایخ صوفیه باب ۱۳ سیزدهم در
فضیلت ساکنان رباط باب ۱۴ چهاردهم در مشابهت
اهل رباط به اهل صفه باب ۱۵ پانزدهم در خصایص
اهل رباط با عهد و پیمان باهمی باب ۱۶ شانزدهم در
اختلاف احوال مشایخ در سفر و حضر باب ۱۷ هفدهم در
این که مسافر بسوی چه چیز محتاج است در فرایض
و فضایل باب ۱۸ هیژدهم در قدوم یعنی بازآمدن از
سفر و داخل شدن در رباط باب ۱۹ نوزدهم در ذکر حال
صوفی متسبب باب ۲۰ بستم در شرح حال آن که بتجرد
از فتوح باب ۲۱ بست و یکم در شرح حال متجرد
متاهل از صوفیه و صحت مقاصد شان
باب ۲۲ بست و دوم در قول سماع قبولاً و ایثاراً
باب ۲۳ بست و سوم در رد و انکار سماع باب
۲۴ بست و چهارم در سماع ترفعاً و استغناءً باب ۲۵ بست و
پنجم در سماع تادباً و اعتناءً باب ۲۶ بست و ششم در
خاصیت اربعینات که متعاهدهٔ صوفیه است

اون لوگون کے ذکر مین جو خود کو صوفی کہتے ہین حالانکہ
صوفی نہین ہین دسوان باب مرتبۂ مشیخت کی شرح
مین گیارھوان باب خادم و مشابہ بخادم کی شرح
مین بارھوان باب خرقۂ مشایخ صوفیہ کی شرح مین
تیرھوان باب ساکنان رباط کی فضیلت مین چودھوان
باب اہل صفہ سے اہل رباط کی مشابہت کے ذکر مین
پندرھوان باب خصایص اہل رباط باہمی عہد و پیمان مین
سولھوان باب مشایخ کے حالات سفر و حضر مختلف ہونیکے
بیان مین سترھوان باب یہ کہ مسافر فرایض و فضائل مین
مین کن کن چیزون کا محتاج ہے۔ اٹھارہوان
باب سفر سے رباط مین واپس آنے کے بیان
مین انیسوان باب صوفی متسبب کے حال
مین بیسوان باب فتوح کھانے والے کے بیان
مین اکیسوان باب صوفی مجرد و متاہل اور اونکی
صحت مقاصد کے بیان مین بائیسوان باب
قبول سماع مین تیئسوان باب رد و انکار سماع
مین چوبیسوان باب ترفع و استغنا از سماع مین
پچیسوان باب سماع مین بلحاظ ادب و اعتنا چھبیسوان
باب صوفیہ کے مقررہ چلون کی خاصیت مین

باب بست و هفتم در ذکر فتوح اربعین باب	ستائیسواں باب چلہ کی فتوح میں اٹھائیسواں باب
بست و هشتم در کیفیت دخول در اربعین باب	چلہ میں داخل ہونے کی کیفیت اونتیسواں باب اخلاق
بست و نهم در ذکر اخلاق صوفیه و شرح خلق	صوفیہ اور شرح خلق میں تیسواں باب ذکر تفصیل
باب سی ام در ذکر تفاصیل اخلاق صوفیه باب	اخلاق صوفیہ میں اکتیسواں باب ادب مقام ادب
سی و یکم در ذکر ادب و مقام آن از تصوف باب	صوفی کے ذکر میں بتیسواں باب آداب حضرت الوہیت
سی و دوم در آداب حضرت الهیت برای اهل	جو اہل قرب کے لیے ہیں تینتیسواں باب آداب
قرب باب سی و سوم در آداب طهارة و مقدمات	مقدمات طہارت کے بیان میں چونتیسواں باب
آن باب سی و چهارم در آداب حضور و اسرار آن	آداب و اسرار وضو میں پینتیسواں باب آداب
باب سی و پنجم در آداب اهل خصوص و صوفیه باب	اہل خصوص و صوفیہ میں چھتیسواں باب فضیلت
سی و ششم در فضیلت صلوٰة باب سی و هفتم در	نماز میں سینتیسواں باب وصف نماز اہل قرب
وصف صلوٰة اهل قرب باب سی و هشتم در ذکر	میں اڑتیسواں باب ذکر آداب و اسرار نماز
آداب صلوٰة و اسرار آن باب سی و نهم در فضل	میں انتالیسواں باب روزہ کی بزرگی اور اوس کے
صوم و حسن اثر آن باب چهلم در احوال صوفیه در	حسن اثر کے بیان میں چالیسواں باب صوفیہ کے
صوم و افطار باب چهل و یکم در آداب صوم و مقاصد	حالات روزہ و افطار میں اکتالیسواں باب روزہ کے
او باب چهل و دوم در ذکر طعام و آنچه در وی است از	مقاصد و آداب میں بیالیسواں باب کھانے اور اوسکے
مصالح و مفاسد باب چهل و سوم در آداب خوردن	مصالح و مفاسد کے بیان میں تینتالیسواں باب کھانے کے
باب چهل و چهارم در ذکر آداب صوفیه در لباس و	آداب میں چوالیسواں باب آداب و مقاصد لباس صوفیہ
مقاصد شان در آن باب چهل و پنجم در فضل ذکر	کے بیان میں پینتالیسواں باب شب بیداری کی
و قیام لیل و آداب نوم باب چهل و ششم در ذکر	فضیلت اور سونے کے آداب میں چھیالیسواں باب

اسباب اعانت کننده بر قیام لیل باب چہل [٤٧] و
ہفتم در آداب بیداری از نوم و عمل شب باب
چہل و ہشتم [٤٨] در تقسیم قیام لیل باب چہل [٤٩] و نہم در
استقبال روز و آداب دران باب پنجاہم [٥٠] در ذکر
عمل تمامہ روز و توزیع اوقات باب پنجاہ و یکم [٥١] در
آداب مرید با شیخ باب پنجاہ و دوم [٥٢] در آداب شیخ با
مرید و معتقد خویش مع اصحاب و شاگردان باب پنجاہ [٥٣]
و سوم در حقیقت صحبت و آنچہ در وست از خیر و شر باب
پنجاہ [٥٤] و چہارم در اداے حقوق صحبت و اخوت فی اللہ
باب پنجاہ [٥٥] و پنجم در آداب صحبت و اخوت باب پنجاہ [٥٦] و
ششم در شناخت انسان نفس خود را و مکاشفات
صوفیہ وغیرہ باب پنجاہ [٥٧] و ہفتم در شناخت خواطر و تفصیل و
تمیز آن باب پنجاہ [٥٨] و ہشتم در شرح حال و مقام و فرق میان
آنہا باب پنجاہ [٥٩] و نہم در اشارت بسوے مقامات
بر سبیل اختصار و ایجاز باب شصتم [٦٠] در ذکر اشارات
مشایخ در مقامات علی الترتیب باب شصت [٦١] و یکم
در ذکر احوال و شرح آن باب شصت [٦٢] و دوم در شرح
کلماتے کہ مشیر اند بسوے بعض احوال در اصطلاح صوفیہ
باب شصت [٦٣] و سوم در ذکر چیزے از بدایات و نہایات و صحت آن

معاونت شب بیداری کے ذکر مین سینتالیسوان
باب اعمال و آداب شب بیداری کے ذکر مین
اڑتالیسوان باب تقسیم قیام شب مین اونچاسوان
باب دن کے استقبال اور اوسکے آداب مین پچاسوان
باب تمام دن کے اعمال اور تقرر اوقات مین باب
اکاون آداب مرید با شیخ مین باب باون آداب شیخ با مرید
و معتقد و شاگرد کے بیان مین۔ باب ترپن حقیقت
صحبت اور اُسکی اچھائی و برائی کے بیانمین باب چون
اداے حقوق صحبت و اخوت فی اللہ مین باب پچپن
آداب صحبت و اخوت مین باب چھپن شناخت نفس
اور مکاشفات صوفیہ کے بیان مین باب ستاون
خواطر کی شناخت اور اوسکی تفصیل و تمیز کے بیان
مین باب اٹھاون حال و مقام کی شرح اور انمین فرق کے
بیان مین باب اونسٹھ اونکے مقامات کا مختصر بیان
باب ساٹھ ذکر اشارات مشایخ متعلق بمقامات علی الترتیب
باب اکسٹھ ذکر و شرح حالات مین باب باسٹھ اون کلمات
کی شرح مین جو بعض حالات کی طرف اصطلاح صوفیہ
مین اشارہ کرتے ہین باب ترسٹھ کچھ ابتدائی و
انتہائی باتون اور اون کی صحت کے ذکر مین۔

قوله فهذه الابواب تحررت بعون الله تعالى مشتملة على بعض علوم الصوفية و احوالهم و مقاماتهم و آدابهم و اخلاقهم و غرائب مواجيدهم و حقائق معرفتهم و توحيدهم و دقيق اشاراتهم و لطيف اصطلاحاتهم

اقول پس این بابها اند که نوشتم به توفیق حق شامل بر بعض علوم و احوال صوفیه زیراکه علوم و کمالات صوفیه دریاے ناپیداکنار است عبور آن بجز ناخداے کشتی شکستگان حدوث و امکان دیگرے را میسّر نیست ـ

تو یہ وہ باب ہین جن کو مین نے بتوفیق الٰہی بعض علوم واحوال و مقامات و آداب اخلاق و وجدان و حقایق و معارف و توحید و اشارات دقیق اصطلاحات لطیف حضرات صوفیہ پر لکھا کیونکہ علوم و کمالات حضرات صوفیہ دریاے ناپیداکنار ہین جس سے عبور سوا مدد اُس ناخداے کشتی شکستگان حدوث و امکان کی میسر نہین

قوله فعلومهم كلها انباء عن وجدان و اعتزاء على عرفان

اقول الانباء الاخبار یعنی علوم صوفیه مخبر اند از وجدان نه برهان و نسبت کننده اند بعرفان مصدر بمعنی اسم فاعل است ـ

انبا بمعنی اخبار یعنی علوم حضرات صوفیہ وجدان سے مخبر اور عرفان سے منسوب ہین نہ برہان سے مصدر اسم فاعل کے معنے مین ہے

قوله و ذوق تحقق بصدق الحال و لم يف باستيفاء كنهه صريح المقال

یعنی و علوم شان ذوق است و ثابت شده بصدق حال و نه کفایت کرده است باستیفاء او گفتگوی صریح یعنی بعبارت صاف بیان آن تمام و کمال نمی شود و مراد از ذوق چیزیست که حاصل شود از ثمرات تجلی و نتایج و حال آنچه فرود آید بر قلب

یعنی اون کے علوم ذوقی اور سچے ہین جنکے پورے طور پر بیان کرنے کو صریح گفتگو کافی نہین یعنی صاف عبارت مین اوس کا پورا بیان نہین ہو سکتا اور ذوق وہ ہے جو ثمرات تجلی و نتایج کشف سے حاصل ہو اور حال وہ ہے جو دل پر

از مسرت و انشراح و حزن و قبض و بسط و خوف
و رجاء و ارادہ و طلب و شوق از کشف انوار و
ذوق اسرار ورنہ محض وسوسۂ خیال است و
تحقیق اینق این از کتب باید طلبید مختصر مناسب
مقام آنکہ بعضے گفتہ اند کہ التجلی دفع حجب
البشریۃ لان نور ذات الحق و تجلی سہ
قسم است یکے تجلی ذات و علامتش اگر از بقائے
وجود سالک چیزے ماندہ باشد فنائے ذات و
تلاشی صفات است در سطوات انوار و آن را صعقہ
گویند چون حال موسی کہ او را بدین تجلی از خود بستند
و فانی کردند فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ
دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا چون از حق سبحانہ
طلب رویت و مشاہدۂ ذات کرد و ہنوز بہ بقا
بعد الفنا نہ رسیدہ و بقایائے صفات وجودش
بر قرار بود بدلالت اَرِنِیْ بوقت تجلی نور ذات
طور نفس وجودش متلاشی و مندک گشت و بقیۂ
کہ طلب رویت و مشاہدہ بود برخاستہ اگر
از بقایائے وجود فانی بکلی منخلع شدہ باشد
و حقیقتش بعد از فنا وجود ببقاء مطلق واصل گشتہ

بوجہ مسرت و انشراح و حزن و قبض و بسط و خوف و رجا
و ارادہ و طلب و شوق کشف انوار و ذوق اسرار نازل ہو
ورنہ محض وسوسۂ خیال ہے جسکی پوری تحقیق کتابون
مین دیکھنا چاہیے مختصر مناسب مقام یہ ہے کہ بعض کہتے
ہین کہ تجلی رفع حجابات بشریت ہے تاکہ ذات حق روشن
ہو جاے اور تجلی کی تین قسمین ہین ایک تجلی ذاتی
جس کی علامت یہ ہے کہ اگر کچھ بھی وجود سالک
باقی رہ گیا تو سطوات انوار مین فناے ذات و
تلاشی صفات ہے اور اس کو صعقہ کہتے ہین جس طرح
حضرت موسے علیہ السلام اس تجلی سے بیخود اور فانی
ہو گئے جب اوسکے رب نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوسے
ریزہ ریزہ کر دیا اور موسے بیہوش ہو کر گرے چونکہ خدا
سے اونھون نے رویت و مشاہدۂ ذات چاہا تھا
اور مرتبۂ بقا بعد الفنا پر پہونچے نہ تھے اور بدلالت ارنی
بقایاے صفات وجود برقرار تھے نور ذات کی تجلی سے
طور نفس وجود ریزہ ریزہ ہوگیا جو کچھ مشاہدہ و رویت
کی طلب باقی تھی وہ جاتی رہی اور اگر وجود
فانی کچھ بھی باقی نہ رہا اور اوس کی حقیقت
فنا ہو کر وجود باقی سے مل گئی —

بنور ازلی ذات ازلی را مشاہدہ کند این خلعتے است
خاص کہ رسول اللہ صلعم را بخشیدند و شربتے است
خاص کہ او را چشانیدند و از صبابات این جام
خاص جرعۂ در کام جان متابعان او ریختند تا
فرمود صلعم کہ اُعبُدِ اللّٰہ کانّک ترٰاہ و این معنی
اقتضائے تفضیل ولی بر نبی نمی کند چہ ولی این
مرتبہ بخود نیابد بلکہ بکمال متابعت رسول یابد
عبداللہ ابن عمر وقتے در طواف بود کسے بروے
سلام کرد جواب نداد و بعد ازان باوے اظہار
شکایت کرد عبداللہ گفت کنا نری اللہ فی
ذلک المکان قسم دوم تجلی صفات است
علامت آن اگر ذات قدیم بصفات جلال تجلی
کند از عظمت و قدرت و کبریا و جبروت خشوع و
خضوع بود اذا تجلی اللہ لشیء خضع لہ
و اگر بصفات جمال تجلی کند از رافت و رحمت و
لطف و کرامت انس و سرور بود و معنی این نیست
کہ ذات ازلی تعالے و تقدس بہ تبدل و تحول
موصوف بود تا وقتے بصفت جلال و وقتے بصفت جمال
متجلی شود لیکن بمقتضائے مشیت و خلاف استعداد

تو نور ازلی سے ذات ازلی کا مشاہدہ کریگا اور یہ وہ خاص
خلعت ہے جو رسول اللہ صلعم کو عطا فرمایا گیا اور وہ
مخصوص شربت ہے جو اونھین کو پلایا گیا اور اوسی کے
چند گھونٹ اونکے تابعین کو پلائے گئے آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اوسکو دیکھتے ہو اور
اس سے ولی کی فضیلت نبی پر نہین پائی جاتی کیونکہ
ولی کو یہ مرتبہ خود نہین ملتا بلکہ آنحضرت صلعم کی کمال
متابعت سے ملتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر ایک
وقت طواف کعبہ کر رہے تھے کسی نے اونھین سلام
کیا اونھون نے جواب نہ دیا دوسری بار اوسکی شکایت کرنے پر
فرمایا کہ مین اللہ کو اس مکان مین دیکھ رہا تھا دوسری قسم تجلی
صفات ہے جسکی علامت یہ ہے کہ اگر ذات قدیم بصفات
جلال یعنی عظمت قدرت و کبریا و جبروت متجلی ہو تو خضوع
و خشوع ہوتا ہے اللہ جب کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ اوسکے
لیے پست ہو جاتی ہے اور اگر بصفات جمال یعنی رافت و
رحمت و لطف و کرامت تجلی کرتا ہے تو انس و سرور ہوتا ہے
جسکے معنے یہ نہین ہین کہ ذات ازلی تبدل و تحول سے
موصوف ہو کر کبھی بہ جلال اور کبھی بجمال متجلی ہوتی
ہے بلکہ بہ مقتضائے مشیت و اختلاف استعداد

گاہے صفت جلال ظاہر بود وصفت جمال
باطن وگاہے برعکس قسم سوم تجلی افعال است وعلامت
آن قطع نظر از افعال خلق واسقاط اضافت خیر
وشر ونفع وضر واستواء مدح وذم وقبول ورد خلق
بود چہ مشاہدہ مجرد فعل الٰہی سالک را از اضافت
احوال بخود معزول گرداند واول تجلی کہ بر سالک
آید در مقامات سلوک تجلی افعال بود آنگاہ تجلی
صفات وبعد از ان تجلی ذات زیراکہ افعال آثار
صفات اند وصفات مندرج ذات پس افعال
بخلق نزدیک تر از صفات بود وصفات نزدیک تر
از ذات وشہود تجلی افعال را محاضرہ خوانند و
شہود تجلی صفات را مکاشفہ وشہود تجلی ذات را
مشاہدہ ومشاہدہ حال ارواح است ومکاشفہ
حال اسرار ومحاضرہ حال قلوب وبعضے گفتہ اند

علامۃ تجلی الحق للاسرار ھو ان لا یشہد

السر ما یتسلط علیہ التعبیر ویحومہ

الفھم فمن عبر او فھم فحاضر استدلال

لا ناظر اجلال ومشاہدہ از کسے درست می آید
کہ بوجود مشہود قایم بود نہ بخود چہ حدثان را طاقت

کبھی صفت جلال ظاہر ہوتی ہے اور صفت
جمال باطن اور کبھی برعکس تیسری قسم تجلی افعال
ہے جس کی علامت یہ ہے کہ افعال خلق سے قطع نظر
ہو اور اضافت خیر وشر ونفع وضر ساقط ہو جائے اور
قبول ورد خلق کی پروا نہ رہے کیونکہ صرف فعل الٰہی کا
مشاہدہ سالک کو اپنی جانب حالات منسوب کرنے سے
معزول کر دیتا ہے سالک پر مقامات سلوک میں
پہلے تجلی افعالی ہوتی ہے پھر صفاتی پھر ذاتی کیونکہ
افعال آثار صفات اور صفات شامل ذات ہیں تو
افعال صفات سے قریب اور صفات ذات میں شامل
ہیں شہود تجلی افعالی کو محاضرہ اور شہود تجلی صفاتی
کو مکاشفہ اور شہود تجلی ذاتی کو مشاہدہ کہتے
ہیں مشاہدہ ارواح کا اور مکاشفہ اسرار کا اور
محاضرہ قلوب کا حال ہے اور بعضوں کے نزدیک

اسرار پر تجلی حق کی علامت یہ ہے کہ سر اس کے

مشاہدہ کی تعبیر نہ کر سکے اور نہ سمجھ میں وہ آوے

تو جس نے تعبیر کی یا سمجھا وہ حاضر استدلال ہے

نہ ناظر اجلال اور مشاہدہ حقیقی وہ ہے جو بوجود
مشہود قایم ہو نہ بخود کیونکہ حادث کو طاقت

تجلی نور قدم نتواند بود تا شاہد در مشہود فانی نشود
و بدو باقی نه گردد مشاہدۂ او نتواند کرد آورده اند که
قومے از قبیلۂ مجنون بعد از مشاہدۂ آثار حرقت
فراق و شدت اشتیاق بر چہرۂ حال مجنون روزے
بشفاعت بسوے قبیلۂ لیلے رفتند و گفتند
چه شود اگر لحظۂ دیدۂ مجنون به مشاہدۂ
جمال لیلے منور گردد قوم گفتند ازین قدر
خستے نیست ولیکن مجنون خود طاقت دیدار
لیلے ندارد آخر او را حاضر کردند و گوشۂ خرگاہ
لیلے بر داشتند نظرش بر عطف دامن لیلے
افتاد بیہوش گردید فی الجمله ہر گاه حق
بافعال خود متجلی شود افعال خلق دران
مستتر گردند و ہر گاه به صفات متجلی بود صفات
و افعال خلق ہر دو مستتر گردند و ہر گاه بذات متجلی
شود ذات و صفات و افعال خلق ہر سه مستتر
گردند و حکیم مطلق از جہت عالم حکمت و توسیع
آثار رحمت بر خواص حضرت خود بقایاے صفات
نفوس که منشأ استتار اند باقی گذارد تا رحمتے بود ہم
در حق ایشان و ہم در حق دیگران اما در حق ایشان

تجلی نور قدیم کی تا وقتیکه وہ مشہود مین فانی اور
اوسی سے باقی نہو دشوار ہے چنانچہ بیان کرتے ہین
کہ جب مجنون کے قبیلہ والون نے مجنون کی حرقت
فراق و شدت اشتیاق دیکھی تو ایک روز قبیلۂ لیلے
مین سفارش کرنے گئے جاکر کہا کہ اگر مجنون کچھ دیر
لیلے کی زیارت کرلے تو کیا حرج اونھون نے کہا کہ
کچھ حرج نہین مگر مجنون کو خود دیکھنے کی طاقت
نہین۔ آخر مجنون کو بلایا اور لیلے کے خیمے
کا کونہ اوٹھایا جب اوس کی نظر لیلے کے
دامن پر پڑی تو بے ہوش ہوگیا۔ غرض
حق کی تجلی افعالی مین خلق کے محض
افعال اور تجلی صفاتی مین افعال و
صفات دونون اور تجلی ذاتی مین
ذات وصفات و افعال تینون چھپ جاتے ہین
اور حکیم مطلق بسبب عالم حکمت و وسعت
آثار رحمت اپنے خاص لوگون پر اون کے
صفات (جو منشاے استتار ہین) باقی رہنے
دیتا ہے جو اون کے نیز دوسرون کے
لیے رحمت ہے اون کے حق مین تو اون لیے

با لمصالح نفوس قیام نمایند و به بقاے آن درجات قرب حاصل کنند واما درحق دیگران تا در عین فنا در بحر جمع متلاشی و مستغرق نشوند و وجود ایشان سبب انتفاع دیگران بود و برخے از علماے صاحب دل برآنند کہ استغفار آنحضرت طلب این ستر بود تا مستغرق عین شہود نگردد و بہ رابطہ وجود بشریت مردم ازو منتفع شوند وحق تعالے بہ جنسیت نفس رسول را منت نہاد آنجا کہ فرمود لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم و مراد از حال پیش صوفیہ واردات غیبی اند از عالم علوی کہ گاہ گاہ بدل سالک از مقام اعلے بادنے فرود آمدہ فرامی برد برہان طریقت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرمود الحال نازلۃ تنزل بالقلب ولا تدوم و مراد از مقام مرتبہ ایست از مراتب سلوک کہ در تحت قدم سالک آید و محل استقامت او گردد و زوال نپذیرد پس حالے کہ نسبت بفوق دارد و در تحت تصرف سالک نیاید بلکہ وجود سالک

کہ اپنے ذاتی مصالح پر قائم رہکر اوس کے بقا سے درجات قرب حاصل کرین اور دوسرون کے حق مین اس لیے تاکہ وہ عین فنا مین بحر جمع مین مستغرق ہون اور اون کے وجود سے دوسرون کو فائدہ پہونچے بعض علمار صاحب دل کے نزدیک آنحضرت صلعم کا استغفار اسی لیے تھا تاکہ عین شہود مین مستغرق نہ ہوجائین اور بوجہ رابطۂ وجود بشری آپ سے لوگ فائدہ اوٹھائین اور خداوند تعالے نے بوجہ جنسیت ذات اقدس آنحضرت صلعم کے امت پر احسان کیا چنانچہ فرمایا[1] لقد جاءکم رسول الخ اور صوفیہ کے نزدیک حال سے مراد واردات غیبی عالم علوی ہین جو کبھی کبھی سالک کے دل پر نازل ہوکر اوسے اونے مقام سے اعلے مقام پر لیجاتے ہین برہان طریقت حضرت جنید بغدادی فرماتے ہین کہ حال وہ ہے جو قلب پر نازل ہو مگر ہمیشہ نہ رہے اور مراتب سلوک مین مقام سے وہ مرتبہ مراد ہے جو سالک کی زیر قدم آئے اور اوسکا محل استقامت ہو اور زائل نہو تو حال وہی جو منسوب بفوق ہو اور سالک کے تصرف مین نہ آئے بلکہ وجود سالک

[1] البتہ آیا ہے تمھارے پاس رسول تمھین مین سے بھاری ہوتی ہے اوس پر جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے تمھاری ایمان والون پر شفقت رکھتا اور مہربان ہے ۱۲

محل تصرف او بود ومقام کہ نسبت بہ تحت دارد
محل تصرف سالک بود وازین جہت صوفیہ گفتہ
اند الاحوال مواهب والمقامات مکاسب
باآن کہ ہیچ مقام از مداخلت حالی خالی نباشد
وہیچ حال از مقارنت مقامی جدا نہ ومنشأ
اختلاف اقوال مشایخ قدس اللہ اسرارہم در
احوال ومقامات ازین جاست کہ یک چیز را بعضے
حال خوانند وبعضے مقام چہ جملہ مقامات در بدایات
احوال باشند ودر نہایات مقام شوند چنانکہ توبہ
ومحاسبہ ومراقبہ ہر یک بابتدا حالے بود در صدد
تغیر وزوال وانگاہ بمقارنت کسب مقام گردد پس
جملہ احوال محفوف بود بہ مکاسب وجملہ مقامات
محفوف بود بہ مواهب وفرق آنست کہ در احوال
مواهب ظاہر بود ومکاسب باطن ودر مقامات
مکاسب ظاہر بود ومواهب باطن وبعضے مشایخ
خراسان گفتہ اند کہ الاحوال مواریث الاعمال
وازین جاست قول حضرت علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سلونی عن طرق السموات فانی
اعرف بہ من طرق الارض یعنی طرق وصول

اوس کا محل تصرف ہو اور مقام وہ ہے جو منسوب
بہ تحت ہو اور سالک کا محل تصرف اسی لیے صوفیہ
کے نزدیک حالات مواهب اور مقامات مکاسب ہین
باوجودیکہ کوئی مقام کسی حال کی مداخلت سے خالی
نہین ہوتا اور نہ کوئی حال مقام سے علیحدہ اور احوال
مقامات مین مشایخ کے اختلاف اقوال کا منشا یہین
سے ہے کہ ایک چیز کو بعض حال کہتے ہین اور بعض
مقام کیونکہ کل مقامات ابتدا مین حالات ہو کر انتہا کو
مقامات ہو جاتے ہین جیسے توبہ و مراقبہ و محاسبہ
کہ ہر ایک ابتدا مین حال قابل تغیر وزوال
ہوتا ہے پھر کسب واکتساب سے مقام ہو جاتا ہے
تو کل حالات مکاسب پر موقوف اور کل مقامات
مواهب مین مخفی ہوتے ہین فرق یہ ہے کہ حالات
مین مواهب ظاہر اور مکاسب باطن اور مقامات
مین مکاسب ظاہر اور مواهب باطن ہوتے ہین
اور بعض مشایخ خراسان کہتے ہین کہ حالات مورث
اعمال ہین اور اسی لیے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا یہ
ارشاد ہے کہ آسمانون کے راستے مجھسے پوچھو کیونکہ مین زمین کے راستون سے
زیادہ اُنکو جانتا ہون یعنی حالات پر پہونچنے کے طریقے

باحوال کہ بجہت فوقیت نسبت بہ سموات دارند
از من بپرسید کہ من می شناسم آن رابطرقے کہ از
جہت تحتیت نسبت بزمین دارند وآن مقامات
اند از توبہ وزہد وصبر وغیر آن کہ وسایط استنزال
احوال اند وبعضے مشایخ برآنند کہ حال آن ست کہ
ثبات واستقرار نیابد بلکہ چون برق بدید آید وزائل
گردد واگر باقی وثابت ماند حدیث النفس بود وبعضے
برآنند کہ تاثابت وباقی نشود آن احوال نخوانند چہ
حلول اقتضاے ثبوت کند وچیزے کہ چون برق
لامع گردد وفی الحال منطفی شود اسم حال بر وے راست
نیاید واین مذہب اختیار حضرت شیخ صاحب العوارف
است کہ فرمود بقاے حال مایۂ حدیث النفس نشود
مگر حالے ضعیف کہ نفس قوی آن را در وقت لمعان
سلب کند واما احوال قویہ ہرگز ممترج بہ نفس نشوند
چنانکہ روغن بہ آب وہر وارد ے کہ چون برق
لامع گردد ودر حال منطفی شود آن را بہ اصطلاح متصوفہ
لائح ولامع وطالع وطارق خوانند ظہور آن مستعقب
خفا بود وکشف مستلزم استتار چنانکہ ابو عثمان حیری
گفتہ منذ اربعین سنۃ ما اقامنی اللہ

جو بسبب فوقیت سموات سے نسبت رکھتے ہین مجھسے پوچھو
کہ مین اونکو جانتا ہون بہ نسبت اُن طریقون کے جو
بوجہ تحتیت زمین سے نسبت رکھتے ہین اور وہ مقامات
توبہ وزہد وصبر وغیرہ ہین جو حالات وارد ہونے کا ذریعہ
ہین اور بعض مشایخ کے نزدیک حال وہ ہے جو قائم
نہو بلکہ بجلی کی طرح ظاہر ہو کر زائل ہو جائے اور اگر باقی
رہے تو وہ حدیث نفس ہے اور بعض کے نزدیک
تا وقتیکہ قائم نہو اوسے حال نہ کہین گے کیونکہ حلول
مقتضی ثبوت ہے اور جو چیز بجلی کی طرح چمک جاے
اوسے حال کہنا ٹھیک نہین اور یہی حضرت شیخ
صاحب عوارف کا مذہب ہے فرماتے ہین کہ بقاے
حال مایۂ حدیث نفس نہین ہوتا البتہ حال ضعیف
جسے نفس قوی چمک کے وقت سلب کرتا ہے لیکن
قوی حالات ہرگز نفس سے نہین ملتے جس طرح
تیل پانی مین اور جو وارد بجلی کی طرح چمک جاے اُسکو
اصطلاح صوفیہ مین لائح ولامع وطالع وطارق کہتے
ہین جسکے ظہور وکشف کے ساتھ ہی خفا واستتار ہوتا ہے
چنانچہ حضرت ابو عثمان حیری نے فرمایا کہ چالیس
سال سے جس حال مین مجھے اللہ نے رکھا

فی حال فکرهته واین اشارت است بدوام
رضا و شک نیست که رضا از جملهٔ احوال است پس
دوام حال مستلزم حدیث نفس نبود و همچنین اختلاف
کرده اند دران که سالک را تصحیح مقامیکه قدمگاهٔ
اوست پیش از ترقی بمقام فوق آن ممکن بود
یا نه حضرت جنید رح گفته است که ممکن است که بندهٔ
از حالے بحالے ارفع ازان ترقی کند پیش ازانکه حال
اول تمام شود بلکه هنوز بقیهٔ ازان بر وی مانده بود
و چون بحالے فوق آن ترقی کند از انجا بر حال اول
اطلاع یابد و آن را تصحیح کند و خواجه عبد الله
انصاری رح گفته که تصحیح هیچ مقامے ممکن نبود
الا بعد از ترقی بمقامے فوق آن تا سالک از مقام
اعلیٰ بمقام ادنے نگردد و آن را تصحیح کند و حضرت
شیخ شهاب الدین سهروردی رح بران ست که هیچ
سالک را پیش از تصحیح مقام که قدمگاه اوست
ترقی بمقام فوق آن میسر نشود و لیکن قبل ترقی
از مقام اعلیٰ حالے بر و نازل شود که بواسطهٔ
نزول آن مقام بر وے مستقیم گردد و یا ترقی او
از مقامے بمقامے بتصرف حق و موهبت الٰهی

مین نے اوسے برا نہ جانا اور اس سے دوام رضا
کی طرف اشارہ ہے اور اسمین شک نہین کہ رضا بھی
منجملہ حالات ہے تو دوام حال مستلزم حدیث نفس نہین
اور اسی طرح اس مین بھی اختلاف ہے کہ سالک کو اوس
مقام کی تصحیح جو اوسکا قدمگاہ ہے اوس سے اعلےٰ
مقام پر ترقی سے قبل ممکن ہے یا نہین حضرت جنید رح
کے نزدیک تو ممکن ہے کہ بندہ ایک حال سے دوسرے
حال پر جو اوس سے اعلےٰ ہے پہلے حال کے تمام ہونے
بلکہ ہنوز کچھ باقی رہجا نیکے قبل ترقی کرے اور جب اوس
حال سے ترقی کرتا ہے تب پہلے حال کی اطلاع پاتا
اور اوس کی تصحیح کرتا ہے اور حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری
فرماتے ہین کہ کسی مقام کی تصحیح بلا اوس سے اعلےٰ مقام
پر ترقی کیے ممکن نہین جبتک سالک اعلےٰ سے اپنے
مقام کی طرف واپس نہوگا تصحیح نہ کریگا اور حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی رح فرماتے ہین کہ کسی سالک کو اوس
مقام کی تصحیح سے پہلے جو اوسکا قدمگاہ ہے اعلےٰ مقام
پر ترقی میسر نہین ہوتی مگر ترقی سے پہلے اعلےٰ مقام سے ایک
حال اُسپر نازل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ اُس مقام پر قائم ہوجاتا ہے
یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر اُسکی ترقی بتصرف حق بموہبت الٰہیہ

بوند بکسب خود تا ترقی از ادنے بہ اعلے نزدیک نشود از اعلے بادنے حالے نازل نگردد و حمل تقرب بندہ بخدا و تقرب خدا بہ بندہ در حدیث

من تقرب الی شبرًا تقربت الیه ذراعًا بر مقامات واحوال کردن مطابق است بہ تقرب بندہ بکسب و سلوک در مقام خود مستجلب جذبہ آلہی در صورت نزول حال۔ مولانا محمد امین نقشبندی در رسالہ می نگارد باید دانست کہ دیدن مقام دیگر است و رسیدن بہ آن دیگر و تمکن و تحقق دران دیگر دیدن تعلق بہ علم دارد و رسیدن بہ عمل و تمکن و تحقق بحال مثلا اول مقامات توبہ است پس دیدن این مقام بمعنی دانستن است یعنی حقیقت توبہ چیست چون حقیقت آن را دانست گویا آن را دید و رسیدن بآن مقام بمعنی عمل کردن است و مقتضاے انچہ لازمہ این مقام است بہ عمل و تکلف و تمکن و تحقق درین مقام باین معنی است کہ انچہ مقتضاے آن مقام است بے عمل و بے تکلف از سر حال

وازروی ذوق ازان بہ وقوع آید و قس علی هذا

سے ہوں اپنے کسب سے جب تک ادنے سے اعلے پر ترقی قریب نہین ہوتی تب تک اعلے سے ادنے پر کوئی حال نازل نہین ہوتا اور حمل تقرب بندہ بخدا

و تقرب خدا بہ بندہ حدیث من تقرب الخ مین مقامات واحوال پر کرنا درست ہے کیونکہ بندہ کا اپنے مقام پر کسب و سلوک سے تقرب حال نازل ہونے کی صورت مین جاذبۂ آلہی کا مستجلب ہے مولانا محمد امین نقشبندی رسالہ مین لکھتے ہین کہ دیکھنا اور مقام ہے اور اوسپر پہونچنا اور مقام اور اوسمین ٹھہرنا اور مقام ہے دیکھنا علم سے متعلق ہے اور پہونچنا عمل سے اور ٹھہرنا حال سے مثلاً پہلا مقام توبہ ہے تو اوس مقام کا دیکھنا اوس کا جاننا ہے یعنی یہ کہ توبہ کی حقیقت کیا ہے جب اوس کی حقیقت جان گیا تو گویا اوس مقام کو دیکھا اور اوس مقام پر پہونچنا اوس کے لوازم و مقتضیات پر عمل کرنا ہے اور ٹھہرنا یہ ہے کہ اوس کے مقتضیات بلا عمل و تکلف ذوقًا و حالًا

اوس سے واقع ہون اور اسی پر ———

[1] جو شخص میری طرف بالشت بھر قریب ہوا مین اوس کی طرف گز بھر قریب ہوتا ہون ۱۲-

مقام الزهد والتوکل والصبر والشکر
والرضا وغیرها چون کسے نیک تامل می کند
می یابد در هر مقامے از مقامات حال که مذکور
اند در مقام توبه پس مقام عبودیت که اعلیٰ و
ارفع مقامات است دران مقام نیز این سہ
حالت است دیدن و رسیدن و تمکن و متحقق شدن
دیدن مقام یعنی دانستن آن مقام است و تمکن
و متحقق شدن یعنی آنکه صدور حسنات و خیرات و
مبرات حق او را حال شود و مقتضاے این مقام
عبودیت است هر که باین مقام می رسد و تمکن و
متحقق می شود در هر حال تفتیش احوال لازم او گردد
یعنی همواره نفس خود را متهم داشته جستجوے
عبودیت نفس خود می کند هر چند به عنایت لطف
و کرم حق سبحانه از عیوب پاک شده باشد اما خود را
خالی از عیب و تقصیر نمی داند و اعتراف به تقصیرات
و ذنوب شود خود ساخته از شر نفس و شیطان
پناه به خداے تعالیٰ می جوید کما دل الحدیث
الآتی عن ابی هریرة قال قال ابو بکر
یارسول الله امرنی بشیء اقوله اذا اصبحت

زہد و توکل و صبر و رضا و شکر وغیرہ کو قیاس کرنا
چاہیے اور غور کرنے سے ان مقامات میں سے
ہر مقام میں یہ تینوں حال پائے جاتے ہیں تو مقام
عبودیت جو تمام مقامات سے اعلے ہے اوس میں
بھی یہی تینوں حالتیں ہیں دیکھنا اور پہونچنا
اور ٹھہرنا مقام دیکھنا یعنی اوس کا جاننا اور
اوس میں قائم ہونا یعنی صدور حسنات و خیرات
و مبرات حق اوس کا حال ہو جاوے اور اس کا
مقتضا عبودیت ہے جو کوئی اس پر پہونچتا اور
قائم ہوتا ہے تو ہر وقت کی تفتیش حال اوس پر
لازم ہو جاتی ہے یعنی ہمیشہ وہ اپنے نفس کو متہم
رکھکر اوس کی عبودیت کی جستجو کیا کرتا ہے اگرچہ
بعنایت الٰہی تمام عیوب سے پاک بھی ہو جاوے
تو بھی خود کو قصوروار و خاطی پاتا ہے اور خدا سے
ہر وقت نفس و شیطان کے شر سے پناہ مانگتا
رہتا ہے جس پر حضرت ابوہریرہ کی یہ
حدیث دلالت کرتی ہے اونھوں نے فرمایا کہ
حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے
کوئی ایسی چیز بتائیے جسے میں صبح و شام

امسیت قال قل اللھم یا عالم الغیب والشھادۃ
فاطر السموات والارض رب کل شیء اشھد
ان لا الٰہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن
شر الشیطان وقلھا اذا اصبحت واذا امسیت
واذا اخذت مضجعک رواہ الترمذی وابن
ماجۃ وابو داؤد والدارمی ونیز باید دانست کہ
خضوع وخشوع وانکسار وادب وحرمت وخشیت لازم
وقت صاحب این مقام می گردد قال اللہ تعالیٰ
انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال صلی اللہ
علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ واخشٰکم لہ و
قیل سئل ولی من اولیاء الکبار ما التصوف
قال التصوف کلہ ادب پس ہر کہ تامل در آیات
واقوال مشائخ می کند میداند کہ مقتضائے عبودیت
چیست اگر کسے گمان برد کہ بمقام سوم عبودیت
رسیدہ ام باید دید کہ مقتضیات این مقام ولوازم
شرائط آن اگر ازو ادا شوند باید دانست کہ تمکن و
تحقق دارد ورنہ نہ واما رسیدن وتمکن وتحقق شدن
از آثار وعلامات است چون آن آثار وعلامات یافتہ شود

پڑھا کرو ان آپ نے فرمایا کہ اللھم[سلہ] یا
عالم الغیب والشھادۃ الخ صبح وشام
اور سوتے وقت پڑھا کرو اسے ترمذی وابن ماجہ
وابو داؤد ودارمی نے روایت کیا اور خشوع و
خضوع وانکسار وادب وحرمت وخوف اوس
مقام والے کے لازم حال ہو جاتے ہین۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ سے اوس کے عالم
بندے ہی ڈرتے ہین۔ یا۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ مین تم سب سے زیادہ اللہ کو جانتا اور اوس
سے ڈرتا ہون ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ
تصوف کیا ہے فرمایا کہ تصوف بالکل ادب ہے
تو جو کوئی آیات واقوال مشائخ مین غور کرتا ہے
وہ جانتا ہے کہ مقام عبودیت کا مقتضا کیا ہے
اگر کسی کو یہ خیال پیدا ہو کہ مین مقام عبودیت
پر پہونچ گیا تو دیکھنا چاہیے کہ مقتضیات عبودیت
اوس سے ادا ہوتے ہین یا نہین اگر ادا ہوتے ہون
تو سمجھنا چاہیے کہ وہ اوس پر متمکن ہے ورنہ نہین کیونکہ
پہونچنا اور ٹھہرنا اوسکے آثار وعلامات مین جب وہ پائی جائینگے

سلہ اے اللہ اے غیب شہادت کے جاننے والے زمین وآسمان کے پیدا کرنیوالے پروردگار ہر چیز کے گواہی دیتا ہون مین
اس بات کی کہ نہین کوئی معبود سوا تیرے مگر اللہ پناہ مانگتا ہون مین اپنے نفس کی برائی اور شیطان کی برائی سے

پس تمکن وتحقق معلوم پس طالب صادق رابائد
کہ برسیدن ہر مقام خرسند و دربند نشود بلکہ بحصول
آن مقام شکر ایزدی بجا آورد و سعی نماید کہ بآن
مقام رسد و رسیدن را غنیمت شمرد ولیکن مقتضائے
علوہمت آن است کہ بآن نیز اکتفا نکند بلکہ سعی
نماید کہ دران متمکن ومتحقق گردد و بہ مضمون آیہ
کریمہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ
سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰی
وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی مشرف و بہرہ مند شود
اللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

تو تمکن بھی نہ پایا جائیگا لہذا طالب صادق
کو سیر مقامات پر مطمئن وخوش نہ ہونا چاہیے
بلکہ اوس کے حصول پر خدا کا شکر اور اس کی
کوشش کرنا چاہیے کہ اوس مقام پر پہونچ جاے
اور پہونچنے کو غنیمت سمجھے مگر مقتضاے علو ہمت
تو یہ ہے کہ اوس پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اوسمین
ٹھہرنے کی کوشش کرے اور بہ مضمون آیہ کریمہ
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ
سَوْفَ یُرٰی۔ الخ۔ مشرف ہو۔ یا اللہ ہمکو
اپنے پسندیدہ امور کی توفیق دے

قوله لانها مواهب ربانية ومنائح حقانية

اقول مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش و منائح
جمع منحہ بمعنی عنایت یعنی علوم قوم بخششہاے
ربانیہ اند و عنایتہاے حقانیہ کہ بفکر وکسب
حاصل نمی گردد الحق ع این کار دولت است
کنون تا کرا دہند۔

مواہب جمع موہبت بمعنی بخشش ومنائح جمع منحہ
بمعنی عنایت یعنی علوم قوم خدا کی بخششین اور
عنایتین ہین جو فکر اور کسب سے حاصل
نہین ہوتین۔ بے شک یہ بڑی دولت ہے
جس کو چاہین دین۔

قوله استتر لها صفاء السرائر وخلوص الضمائر

اقول فرود می آرد آن علوم را صفاء سر از کدورت

یعنی سر کا التفات بغیر کی کدورت سے صاف ہونا

لہ نہین ہے انسان کے لیے مگر جو کچھ کہ وہ کوشش کرے اور بے شک عنقریب وہ اپنی کوشش دیکھیگا پھر اوسکو بدلہ دیا جائیگا پورا بدلہ اور البتہ طرف پروردگار کے پورا ہونا ہے ۔ ۱۲

التفات بالغیر و بہ خلوص دل از ذمائم و رذائل
و بدان کہ در بعضے حواشی عوارف است کہ اعلم
ان المرائی کالمرائی وهی اذا صقلت و قوبلت
فی مقابلۃ بنور الشمس استنارت تلک
المرائی انعکاس نور الشمس الی عائلہ و این
جملہ صفت ماقبل خود است اے نزول مواہب
مخصوص است بصفائے قلب۔

اور دل کا بری باتون اور کمینہ حرکتون سے پاک
ہونا ان علوم کو اوتار لاتا ہے۔ بعض حواشی
عوارف مین ہے کہ سرائر آئینون کی طرح ہین
کہ جب وہ جلا کرکے آفتاب کے سامنے لائے
جاتے ہین تو اون مین عکس نور آفتاب آجاتا ہے
اور یہ جملہ اپنے ماقبل کی صفت ہے یعنی نزول
مواہب صفائے قلب سے مخصوص ہے۔

قولہ فَاسْتَعْصَتْ بِكُنْهِهَا عَنِ الْإِشَارَةِ وَطَمَحَتْ عَلَى الْعِبَارَةِ

اقول الاستعصاء سرکشی کردن و الطمح بر کردن۔
یعنی مشکل گردید ند مواہب از اخبار اشارۃ بذاتہا
و بلند اند از احاطہ عبارت خلاصہ این کہ بہ علو مرتبت
خویش از عبارت معرا اند و از اشارت مبرا۔

استعصاء سرکشی کرنا اور طمح بھرنا یعنی مواہب اخبار
سے مشکل اور احاطہ عبارت سے بلند ہین خلاصہ
کہ اپنے علو مرتبت کی وجہ سے عبارت سے معرا
اور اشارہ سے مبرا ہین۔

قولہ وَتَهَادَتْهَا الْأَرْوَاحُ بِدَلَالَةِ التَّشَامِّ وَالْإِيتِلَافِ وَكَرَعَتْ حَقَائِقَهَا مِنْ بَحْرِ الْأَلْطَافِ

اقول تہادت مشتق از تہادی بمعنی تحفہ دادن
چنانچہ در حدیث آمدہ تہادوا الخ در بعضی حواشی
عوارف است بدان کہ تہادی فرستادن تحفہ
از جانبین و تشام بمعنی بوئیدن و در اصطلاح صوفیہ
مراد است از کشادن قلب طالب انفاس فطرۃ
را از صفائے باطن و کرع نوشیدن از رو کذا فی المنتخب

تہادت تہادی سے مشتق جس کے معنے تحفہ دینے
کے ہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ آپس مین تحفہ
دو تاکہ محبت بڑھے بعض حواشی عوارف مین ہے
کہ تہادی جانبین سے تحفہ بھیجنا اور تشام بمعنی سونگھنا
اور یہ اصطلاح صوفیہ قلب طالب کا کھولنا انفاس
فطرۃ کو صفائے باطن سے اور کرع موہنہ سے پینا ۱۲ منتخب

معنی این که وهبه گرفتند آن مواهب را ارواح
درمیان خود با بدولت کشود الفت زیرا که ارواح جنود
مجنده اند انچه مقبول خاطر باشد بپذیرند و انچه منکر
بود نگیرند پس ایتلاف شان فیما بین تشام روحی
ونفس قدسی است پس مواهب اصفیا و منایح اولیا
مقربین از هدایاے ارواح است فیمابین تشام
روحی ونفس رحمانی که تعلق ندارد بکسب و فکر قد علم
کل اناس مشربهم بیان ما بنیت نوشیدند آن
ارواح از دریاے عنایت ربانی وانوار سبحانی نه از
حس نفس وتصور عقل لانه طور وراء طور العقل
وبعد ازین می فرماید

معنے یہ ہوے کہ ارواح اون مواہب کو باہمی تحفتہً
بدولت کشود الفت لیتے ہین کیونکہ ارواح جنود مجندہ
ہین جو پسند خاطر ہوتا ہے لیتے ہین اور جو نا پسند
ہوتا ہے نہین لیتے تو اون کی باہمی الفت تشام
روحی ونفس قدسی سے ہے تو مواہب اصفیا و
منایح اولیا مقربین باہمی ہدیہ روحانی ہے تشام روحی
ونفس رحمانی ہے جو کسب وفکر سے متعلق نہین
قد علم کل اناس مشربهم[1] اسی کا بیان ہے اور اون
ارواح نے دریاے عنایت ربانی وانوار سبحانی
سے نوش کیا نہ حس نفس وتصور عقل سے کیونکہ
یہ ایک طور وراے طور عقل ہے پھر فرماتے ہین

قوله وَقَدِ انْدَرَسَ كَثِيرٌ مِنْ دَقَائِقِ عُلُومِهِمْ كَمَا انْطَمَسَ كَثِيرٌ مِنْ حَقَائِقِ رُسُومِهِمْ

اقول اندراس کهنه شدن انطماس محو شدن یعنی محو
گشت امروز بسیارے از باریکیهاے علوم شان
چنانکه کهنه شدند وبمنزله نابود رسیدند بسیارے از
حقایق رسوم شان زیرا که ظاهر عنوان باطن است
ودر ظاهر از آداب حقایق شان هیچ باقی نیست
وتائید آورد بقول سلف وگفت ۔

اندراس پرانا پڑ جانا انطماس مٹ جانا یعنی اب تو ان
اونکے علوم کی بہت سی باریکیان مٹ گئین جسطرح
بہت سے حقایق رسوم کہنہ ونابید ہو گئے کیونکہ
ظاہر عنوان باطن ہے اور بظاہر اون کے آداب
حقایق کچھ بھی باقی نہین اور قول سلف سے
تائید لاکر فرمایا ۔

قوله وَقَدْ قَالَ الْجُنَيْدُ عِلْمُنَا هٰذَا قَدْ طُوِيَ بِسَاطُهُ مُنْذُ كَذَا سَنَةً وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ فِي حَوَاشِيهِ

[1] بیشک جان لیا ہر شخص نے اپنے مشرب کو ۔

وهذا القول منه في وقته مع قرب العهد بعلماء السلف وصالحي التابعين فكيف هنا ذلك مع بعد العهد وقلة العلماء الزاهدين والعارفين بحقائق علوم الدين

پس تاسف میکند شیخ و میفرماید که قول جنید بغدادی
در وقت اوست با قرب زمان تابعین و این منقوض
نیست بقوله یقول الجاهل الخ زیرا که آن قول
بطریق انکار بود از علما روقت و حرمان محض از حظوظ
نعمت وقت پس قول او و ما فقدوا بطریق رد
است و این بطریق تاسف و شک نیست که هر قدر
که جمال دین و کمال یقین در عهد نبوی و سلف صالح
بود بعد او شان نماند پس تاسف کرد و این جایز است
و انکار جایز نه چه او محروم میگرداند جهال را از نعمتهای
صوفیه و بے شک علما امت قائم بحق اند پس
انکار نیست مگر حرمان محض والحمد لله و چون
فارغ شد از مقدمات تالیف متوجه شد بسوی حق و گفت

یعنی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ تاسف کرکے فرماتے ہیں
کہ حضرت جنید بغدادی کا یہ مقولہ اپنے زمانے میں تھا
کہ جب زمانہ حضرات تابعین قریب تھا اور یہ اونکے
ارشاد یقول الجاہل کے خلاف نہیں کیونکہ وہ ارشاد
بطریق انکار علما روقت سے اور حظوظ نعمت سے حرمان
محض کے تھا تو حضرت مصنف کا یہ قول کہ ما فقدوا تردید کا
ہے اور یہ تاسف اور اسمین شک نہیں کہ جسقدر جمال دین و
کمال یقین زمانہ نبوی صلعم و سلف صالح میں تھا وہ بھی
نہیں رہا لہذا تاسف جائز ہے انکار جائز نہیں کیونکہ وہ جاہلوں
کو نعمت صوفیہ سے محروم کردیتا ہے اور علما امت قائم بحق کا
انکار بجز بدنصیبی کے اور کچھ نہیں جس سے بچنا چاہیے پھر
بعد تالیف مقدمات خدا کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہیں

قوله والله المأمول ان يقابل جهد المقل بحسن القبول

اقول مامول مشتق از امل یعنی امید و مقل بضم میم و فتح اندک
و قبول بفتح اول پذیرفتن بر وزن مصدر شاذ است
و بضمتین پیش آمدن کذا فی الصراح یعنی امید وارم از حق که
کوشش قلیل مرا بجود و کرم او قبول کند با حسن قبول

مامول امل سے مشتق ہے جسکے معنے امید کے ہیں اور مقل بضم و
فتح میم اندک اور قبول بفتح اول قبول کرنا اور اس وزن مصدر
شاذ ہے اور بضمتین پیش آنا صراح یعنی میں خدا سے اسکا امیدوار
ہوں کہ اوسکا جود وکرم میری اس قلیل کوشش کو بحسن قبول

خویش فانه علی ذالک قدیر۔
خاتمه بعد ازین قدرے از حال مصنف هم
توان دانست امام یافعی در القاب وے چنین نوشته
اوستاذ زمانه فریدا وانه مطلع الانوار منبع الاسرار
دلیل الطریقة ترجمان الحقیقة استاذ شیوخ الاکابر
الجامع بین علمی الباطن والظاهر قدوة العارفین
وعمدة السالکین العالم الربانی شهاب الدین ابو
حفص عمر بن محمد البکری السهروردی قدس الله
تعالی سره کنیت ایشان ابوحفص و لقب شیخ الشیوخ ست
نسب شریفش بحضرت صدیق اکبر منتهی میگردد ولادت
باسعادت وے در ماه رجب ۵۳۹ه پانصد وسی نه
هجری شد قطب زمان و غوث اوان و عالم عامل و فاضل
کامل بودند و مذهب شافعی میداشتند و در بغداد مشهور ترین
متاخرین بودند انتساب وے در طریقت به ابوالنجیب
سهروردی عم خود است و بصحبت حضرت غوث الاعظم
سیدی محی الدین عبدالقادر جیلانی مشرف گشته فواید
عظیم حاصل نمود آنحضرت رضی الله عنه در حق وے فرمود
یا عمر انت آخر المشهورین بالعراق و خود میفرمود که در شباب
بعلم کلام مشغول بودم و کتابے چند ازان یاد گرفتم عم من

قبول کرلے کیونکہ وہ اسپر قادر ہے۔
خاتمہ مختصر حال حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ میں
امام عفیف الدین اسعد یافعی یمنی مکی نے آپکے القاب
یوں لکھے ہیں اوستاد زمان فرید دوران مطلع انوار
منبع اسرار دلیل طریقت ترجمان حقیقت استاد شیوخ اکابر
جامع علم باطن وظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین
عالم ربانی شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد بکری سہروردی
قدس اللہ تعالی سرہ آپکی کنیت ابوحفص اور لقب
شیخ الشیوخ ہے آپکا نسب شریف حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہم پر ختم ہوتا ہے ولادت باسعادت
آپ کی ماہ رجب ۵۳۹ھ پانسو انتالیس ہجری میں
ہوئی قطب زمان غوث اوان عالم عامل فاضل کامل
شافعی مذہب اور بغداد میں مشہور ترین متاخرین
تھے آپ کو اپنے چچا حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی
سے طریقت میں انتساب تھا اور حضرت غوث الاعظم
سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رض کی صحبت بابرکت سے
بھی مشرف ہو کر فیضیاب ہوئے تھے حضرت غوث الاعظم نے آپسے فرمایا کہ
اے عمر تم آخر مشہورین عراق ہو آپ فرماتے تھے کہ میں جوانی میں علم کلام
میں مشغول تھا اور اسکی اکثر کتابیں بھی مجھکو یاد تھیں میرے چچا

مرا منع میکرد روزے ہمراہ او بزیارت حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی رفتم مرا فرمود حاضر باش کہ پیش مردے میروم
کہ دل وے از خداے تعالے خبر میدہد و منتظر باش
برکات دیدار وے را چون نشستیم عم من عرض کرد
کہ یا سیدی این برادر زادہ من بعلم کلام مشغول است
ہر چند منع می کنم باز نمی آید حضرت فرمودا ے عمر
کدام کتب حفظ کردہ نام کتب عرض کردم او دست
خود بر سینہ من نہاد واللہ کہ یک لفظ ازان یاد نماند و از
علم لدنی مملو گشت انچہ یافتم ببرکت او یافتم و ویرا تصانیف
است چون عوارف و رشف النصائح و اعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہا و عوارف کتابیست لاجواب
این جامعیت کتابے از متاخرین ننوشتہ در مجمع السلوک
مولفہ حضرت شیخ سعد خیر ابادی تعریف این کتاب و
آمدنش در ہندوستان بالتفصیل مرقوم است باید دید و
عوارف در مکہ معظمہ تصنیف کردہ ہر گاہ بر وامرے مشکل
شدے طواف خانہ کردے و طلب توفیق از حق نمودے
حضرات مقتدایان دین مثل حضرت شیخ نظام الدین
اولیا محبوب الٰہی دہلوی و حضرت شیخ قطب الدین دمشقی
صاحب رسالہ مکیہ و حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

اُس سے مجھکو منع فرمایا کرتے تھے ایک روز وہ حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رضی کی زیارت کو چلے مین بھی انکے ساتھ تھا
مجھ سے فرمایا کہ خبردار رہیو مین ایسے شخص کے حضور مین
جا رہا ہون جسکے دل کو خدا خبرین دیا کرتا ہے اور اوسکے
برکات زیارت کے منتظر رہنا جب ہم حاضر ہوے تو میرے چچا نے
عرض کیا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا علم کلام کا بڑا شایق ہے ہر چند
منع کرتا ہون نہین مانتا ہے حضرت نے مجھسے فرمایا کہ کون کون
کتابین یاد کی ہین مینے کتابونکے نام لیے حضرت نے اپنا دست
مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم کہ پھر مجھکو ایک لفظ بھی
یاد نہ رہی اور میرا سینہ علم لدنی سے بھر گیا مینے جو کچھ پایا اونہین
کی برکت سے پایا عوارف و رشف النصائح و اعلام الہدے
فی عقیدۃ ارباب التقی وغیرہ آپکی تصنیف ہین عوارف لاجواب
کتاب ہے متاخرین مین کسی نے ایسی جامع کتاب نہین لکھی مجمع السلوک
مولفہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرابادی مین اسکی تعریف اور اسکا
ہندوستان مین آنا مفصل مذکور ہے اسے آپ نے مکہ معظمہ مین
لکھا جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو طواف کرکے دعا مانگتے
تھے وہ حل ہو جاتی تھی حضرات مقتدایان دین مثل
حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت شیخ
قطب الدین دمشقی صاحب رسالہ مکیہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی

وغیرہم از اساتذہ خویش خواندہ وسند گرفتہ ومدار
کار خود برین کتاب داشتہ والحمد للہ کہ سند این
کتاب مستطاب در خاندان فقیر بوجہ وسایط قلیلہ
خود از نوادر شمردہ می شود وآن این کہ فقیر اجازت
وسماع او از والد ماجد خود می دارد واوشان از عم خود
واوشان از والد خود حضرت مولانا شاہ تراب علی
قلندر واوشان از والد خود حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر واوشان از حضرت پیر ومرشد
خود جناب کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی
وآنحضرت بطور اویسی از حضرت مصنف کتاب
مستفید اشتند ارباب طریقت از بلاد دور ونزدیک
استفتاہاے مسائل ازو میکردند چنانچہ در نفحات
است کہ کتب الیہ بعضہم یا سیدی ان
ترکت العمل اخلدت الی البطالۃ وان عملت
اُدخلنی العجب فکتب الیہ فی جوابہ اعمل
واستغفر اللہ من العجب ودر رسالہ اقبالیہ
مذکور است کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ گفتہ
است کہ از شیخ سعد الدین حموی پرسیدند کہ شیخ
محی الدین ابن عربی را چون یافتی گفت بحر مواج

وغیرہ نے اپنے اوستادون سے پڑھکر سند لی اور اپنے تمام
امور کا مدار اسی کتاب پر رکھا اور خدا کا شکر ہے کہ اس
کتاب مستطاب کی سند میرے خاندان مین بھی بوجہ
کم واسطون کے ایسی ہے جو نہایت نادر سمجھی جاتی ہے
وہ اس طرح کہ مین نے اسے اپنے والد ماجد سے پڑھا اور
اجازت لی اور اونھون نے اپنے چچا سے اور اونھون نے اپنے
والد سے اور اونھون نے اپنے والد حضرت عارف باللہ
شاہ محمد کاظم قلندر سے اور اونھون نے اپنے پیر ومرشد حضرت
کلید عرفان شاہ باسط علی قلندر الہ آبادی سے اور اونھون نے
اویسیا حضرت مصنف کتاب سے اجازت لی ارباب
طریقت دور ونزدیک شہرون سے آپ سے مسائل پوچھا
کرتے تھے چنانچہ نفحات مین ہے کہ بعضون نے آپ کو
لکھا کہ یا حضرت اگر مین عمل چھوڑے دیتا ہون تو بطالت
مین رہ جاتا ہون اور اگر عمل کرتا ہون تو عجب مجھ مین
آیا جاتا ہے آپ نے جواب مین لکھا کہ عمل کر اور اللہ سے
عجب پر استغفار کر۔ رسالہ اقبالیہ مین ہے کہ شیخ رکن الدین
علاء الدولہ نے فرمایا کہ شیخ سعد الدین حموی سی لوگون
نے پوچھا کہ آپ نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
کو کیسا پایا فرمایا کہ دریاے ناپیدا کنار ہین

لانهایة له گفتند که شیخ شهاب الدین را چگونه
گفت نور متابعة النبوی فی جبین السهروردی
شیئ آخر انتهی و پوشیده نماند که اقوی بودن
این تعریف نظر به مفهوم صریح است زیرا که از تعریف
نفی متابعت مفهوم نمی گردد پس تواند بود که با وجود
بحر حقایق است در کمال متابعت بوده باشد
بلکه بے کمال متابعت بحر حقایق نمی تواند بود
والله اعلم۔ از خلفاے ایشان حضرت نور الدین
مبارک غزنوی۔ و حضرت بہار الدین زکریا ملتانی
و شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی و شیخ
حمید الدین ناگوری و از جملہ مسترشدان شیخ
سعدی شیرازی بوده وفات وے در غرہ محرم
سنہ ۶۳۲ شش صد و سی و دو است و مزار مبارک
درون شہر بغداد است و عمر شریف نود و سہ سال بود
والحمد لله علی ما اعانني فی تسوید هذا
الشرح فقط

پھر پوچھا اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو
فرمایا کہ نور متابعت نبوی سہروردی کی پیشانی مین
اور ہی چیز ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اس تعریف کا زیادہ
قوی ہونا بنظر مفہوم صریح ہے کیونکہ اس سے حضرت
شیخ اکبر کی نفی متابعت نہین پائی جاتی ممکن ہے
کہ وہ بھی باوجود بحر حقایق ہونے کے متابعت مین
بھی کامل ہون بلکہ بلا کمال متابعت بحر حقایق ہو نہین
سکتے۔ آپ کے خلفا مین حضرت سید مبارک غزنوی
اور حضرت بہار الدین زکریا ملتانی۔ اور حضرت
شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی۔ اور حضرت شیخ
حمید الدین ناگوری قدست اسرارہم ہین۔ اور منجملہ
مسترشدین حضرت شیخ سعدی بھی تھے آپکی وفات
غرہ محرم سنہ ۶۳۲ ہجری مین ہوئی۔ عمر شریف ترانوے ۹۳
سال کی ہوئی مزار مبارک اندرون شہر بغداد ہے
خداوند عالم کا شکر ہے جس نے مجھکو یہ شرح لکھنے
کی توفیق عطا فرمائی۔

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع اصح المطابع تھوی ٹولہ۔ لکھنؤ
اس کارخانہ مین ہر قسم کا رنگین ملان کا کام بکفایت چھپ سکتا ہے اور حسب عذر دیا جاتا ہے۔ خاکسار
سے پبلک واقف نہے